جلد سوم

علمائے کرام، خطباء، طلباء، مبلغین اور دعاۃ کیلئے تحفہ

خطبات ارشدی

سلسلہ خطبات دروس ومحاضرات

ڈاکٹر حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

جدید اڈیشن

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

حقوق الطبع محفوظة
©Copyright Reserved

خطبات ارشدی (جلد سوم)

سلسلہ خطبات دروس ومحاضرات

Volume-3

SHAIKH Dr. ARSHAD BASHEER UMARI MADANI
Waffaqahullah

Hafiz, Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A.;
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean The ABM School, Hyderabad, TS, INDIA.
+91 92906 21633 (WhatsApp only)
www.abmqurannotes.com I www.askislampedia.com I www.askmadani.com

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

فہرس خطبات ارشدی (جلد سوم)

شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	شیطان کے دس حملے اور ان سے نجات کا اسلامی طریقہ	
1	تمہید	1
2	شیطان کا ہر طرف سے حملہ کرنا	5
3	آیت کریمہ (وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ) میں خطوات کا مطلب	8
4	شیطان کا پہلا حملہ: "استفزاز" یعنی آواز کے ذریعہ لوگوں کو بہکانا اور پھسلانا	14
5	شیطان کا دوسرا حملہ: "ازاء" یعنی اکسانا	19
6	شیطان کا تیسرا حملہ: "تزئین" یعنی برے اعمال کو خوبصورت بنا کر پیش کرنا	22
7	شیطان کا چوتھا حملہ: "کید" یعنی سازش کرنا	26
8	شیطان کا پانچواں حملہ: "تخویف" یعنی ڈر پیدا کرنا	27
9	شیطان کا چھٹا حملہ: "نجوی" یعنی نیند کے دوران غلط خیالات اور ڈراونی خواب کا آنا	28
10	شیطان کا ساتواں حملہ: "استحواذ" یعنی شیطان کا انسان پر	32

حاوی ہونا

11	شیطان کا آٹھواں حملہ: "اضلال" یعنی گمراہ کرنا	33
12	شیطان کا نواں حملہ: "العدول عن الصراط المستقیم" یعنی صراط مستقیم سے ہٹانا	35
13	شیطان کا دسواں حملہ: "وسوسہ اور نزغہ" یعنی وسوسہ پیدا کرنا	37

خیر وبرکت حاصل کرنے کے اسلامی طریقے

14	تمہید	41
15	دو اہم سوالات اور اس کے جوابات	42
16	خیر وبرکت حاصل کرنے کے اسلامی طریقے	47
17	پہلا طریقہ: استغفار	47
18	دوسرا طریقہ: صبح سویرے رزق کی تلاش میں نکلنا	49
19	تیسر طریقہ: اجتناب المعاصی (گناہوں سے اجتناب)	51
20	چوتھا طریقہ: توکل یعنی اللہ پر کماحقہ بھروسہ کرنا	53
21	اللہ تعالی پر توکل کے ساتھ منصوبہ بندی ضروری ہے	54
22	حدیث سے مستنبط مسائل	55
23	پانچواں طریقہ: تقوی	56
24	تقوی کا ایک اہم فائدہ	57

25 چھٹا طریقہ: کثرت سے عبادت کرنا 58

26 نماز سے اللہ کی مدد حاصل ہوتی ہے 58

27 دعا خیر وبرکت کا ذریعہ ہے 58

28 حج وعمرہ سے فقر وفاقہ دور ہوتا ہے 61

29 ساتواں طریقہ: صدقہ وخیرات کرنا 62

30 آٹھواں طریقہ: شکر بجالانا 63

31 نواں طریقہ: کتاب وسنت کا نفاذ 63

سنن اور نوافل کے اہتمام سے زندگی میں آسانیاں

32 تمہید 67

33 نفل کا مطلب 71

34 سنن ونوافل کی فضیلت 71

35 سنن ونوافل کا وسیع تصور 73

36 حدیث:"فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ،۔۔۔"کا صحیح مفہوم 74

37 تہجد کی فضیلت 78

38 وتر کی فضیلت 79

39 سنت مؤکدہ کی فضیلت 80

40 چاشت کے نماز کی فضیلت 82

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

41	نفل روزوں کی فضیلت	83
42	نفل حج اور عمرہ کی فضیلت	84
43	اذکار کی فضیلت	85
44	سبحان اللہ والحمدللہ اوراللہ اکبر کا معنی:	86
45	ایک شبہ اور اس کا ازالہ	87
	قرآن مجید پر چند اعتراضات کے جوابات	
46	تمہید	90
47	قرآن مجید کے خلاف چند سازشوں کا خلاصہ	91
48	کیا قرآن مجید الگ الگ کتابی شکل میں ہے؟	94
49	کیا اللہ تعالی کا وجود ہے؟ اور کیا اللہ تعالی نے ہی قرآن مجید نازل کیا ہے؟	97
50	اللہ تعالی نے ہی قرآن مجید نازل کیا ہے، سات دلائل کی روشنی میں	97
51	پہلی دلیل	97
52	دوسری دلیل	103
53	تیسری دلیل	106
54	چوتھی دلیل	108
55	پانچویں دلیل	109

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

56 چھٹویں دلیل	112
57 ساتویں دلیل	121
58 کیا محمد ﷺ کو قرآن مجید شیطان نے سکھلایا ہے؟	126
59 کیا محمد ﷺ نے ذاتی اغراض ومفادات کی خاطر نبوت کا دعوی کیا اور قرآن پیش کیا؟	127
60 چند عام اعتراضات اور سوالات	130
61 چند علمی سوالات وتنازعات اور حقائق	139
62 بائبل پر انسانوں نے نظر ثانی کی ہے:	139
63 مصحفِ عثمانی کے موجودہ نسخوں کی مختصر تاریخ	141
64 اختتامی کلمات	144

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

شیطان کے دس حملے اوران سے نجات کا اسلامی طریقہ

تمھید

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے وہ ہمیشہ اس فکر میں رہتا ہے کہ انسان کو کیسے گمراہ کیا جائے، کیسے اسے اللہ سے دور کیا جائے اور وہ اپنے اس مقصد کے حصول کے لئے مختلف وسائل اور الگ الگ طریقوں کے ذریعے انسان پر حملہ کرنے کی مکمل کوشش کرتا رہتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر واضح طور پر بتادیا کہ شیطان انسان کا واضح،ازلی اور ابدی دشمن ہے،اسی نے ہمارے باپ حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام اور ہماری ماں حواء علیہا الصلاۃ والسلام کو جنت سے نکلوادیا،لہذا ہمیں ہمیشہ اس سے چوکنا رہنا چاہئے فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

" إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ"

ترجمہ:”بے شک شیطان تمھارا دشمن ہے لہذا تم اسے دشمن ہی جانو، پس وہ تو اپنے گروہ کو اس لئے بلاتا ہے کہ وہ جہنم والوں میں سے ہو جائیں“۔

(سورۃ الفاطر:6)

امام رازی رحمہ اللہ۔جو ایک بہت بڑے مفسرِ قرآن اور عالم دین گذرے ہیں۔ وہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"اعْمَلُوا مَا يَسُوءُهُ وَهُوَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ.ثُمَّ قَالَ تعالی: إِنَّما يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحابِ السَّعِيرِ إِشَارَةً إِلَى مَعْنًى

لَطِيفٍ وَهُوَ أَنَّ مَنْ يَكُونُ لَهُ عَدُوٌّ فَلَهُ فِي أَمْرِهِ طَرِيقَانِ: أَحَدُهُمَا: أَنْ يُعَادِيَهُ مُجَازَاةً لَهُ عَلَى مُعَادَاتِهِ وَالثَّانِي: أَنْ يُذْهِبَ عَدَاوَتَهُ بِإِرْضَائِهِ، فَلَمَّا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ أَمَرَهُمْ بِالْعَدَاوَةِ وَأَشَارَ إِلَى أَنَّ الطَّرِيقَ لَيْسَ إِلَّا هَذَا، وَأَمَّا الطَّرِيقُ الْآخَرُ وَهُوَ الْإِرْضَاءُ فَلَا فَائِدَةَ فِيهِ لأنكم إذا رأيتموه وَاتَّبَعْتُمُوهُ فَهُوَ لَا يُؤَدِّيكُمْ إِلَّا إِلَى السَّعِيرِ. واعلم أن من علم أن له عدو لَا مَهْرَبَ لَهُ مِنْهُ وَجَزَمَ بِذَلِكَ فَإِنَّهُ يَقِفُ عِنْدَهُ وَيَصْبِرُ عَلَى قِتَالِهِ وَالصَّبْرُ مَعَهُ الظَّفَرُ، فَكَذَلِكَ الشَّيْطَانُ لَا يَقْدِرُ الْإِنْسَانُ أَنْ يَهْرُبَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مَعَهُ، وَلَا يَزَالُ يَتْبَعُهُ إِلَّا أَنْ يَقِفَ لَهُ وَيَهْزِمَهُ، فَهَزِيمَةُ الشَّيْطَانِ بِعَزِيمَةِ الْإِنْسَانِ، فَالطَّرِيقُ الثَّبَاتُ عَلَى الْجَادَّةِ وَالِاتِّكَالُ على العبادة."

ترجمہ: "تم وہی کام کرو جو اسے (شیطان کو) بری لگتی ہوں یعنی عملِ صالح۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالی نے "إِنَّما يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحابِ السَّعِيرِ" کہہ کر ایک لطیف معنی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ کسی بھی شخص کا اگر کوئی دشمن ہو تو اس دشمن سے معاملہ کرنے کے دو طریقے ہوتے ہیں: ایک یہ کہ دشمنی کے مقابلہ میں دشمنی کی جائے۔ دوسرا یہ کہ اس کو راضی کر کے اس کی دشمنی ختم کر دی جائے۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں

یہی حکم دیا کہ ہم صرف اس (شیطان) سے دشمنی ہی کریں، لہذا ہمارے لئے دشمنی کے علاوہ اور کوئی سبیل نہیں ہے، جیسا کہ فرمایا: "إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا"" بے شک شیطان تمھارا دشمن ہے لہذا تم اسے دشمن ہی جانو"۔ رہی بات اس کو راضی کر لینے کی؛ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ جب تم اس کی بات مان کر اس کی پیروی کروگے تو وہ تمہیں بھی اپنے ساتھ جہنم میں لے جائے گا۔ البتہ جو شخص یہ جان لے کہ اس کا ایک دشمن ہے جس سے مفر کا کوئی راستہ نہیں اور اسے اس بات کا یقین بھی ہو جائے تو وہ لامحالہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسی کے پاس رکنا پسند کریگا اور اس کی لڑائی پر صبر کرتا رہے گا، یاد رہے کہ صبر ہی کامیابی کا اصل زینہ ہے، لہذا شیطان کا معاملہ بھی بالکل اسی طرح ہے، کہ انسان اس سے بھاگ بھی نہیں سکتا کیونکہ وہ ہمیشہ اسکے ساتھ ہوتا ہے اور وہ مسلسل اسوقت تک اس کا پیچھا کرتا رہتا ہے جب تک کہ وہ ڈٹ کر اس کا مقابلہ نہ کرے اور اس کو شکست نہ دے دے، سو شیطان کی شکست انسان کے نیکیوں پر عزیمت واستقامت کے ذریعہ ہی ممکن ہے، پس راہ راست پر ثابت قدمی اور عبادتوں پر دوام واعتماد ہی وہ واحد راستہ ہے جس سے شیطان کا مقابلہ اور اس کی شکست ممکن ہے"

(تفسیر الرازی: سورۃ الفاطر: 6)

حضرت قتادۃ رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

" فإنَّهُ لَحَقٌّ على كُلِّ مُسلِمٍ عَدَاوَتُهُ، وَعَدَاوَتُهُ أَن يُعَادِيَهُ بِطَاعَةِ اللهِ"

ترجمہ: ہر مسلمان کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ شیطان سے دشمنی کرے، اسے اپنا دشمن سمجھے اور اس سے دشمنی اوراس کو دشمن سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خوب اطاعت کریں اور اور اس کی منع کردہ چیزوں اور نافرمانیوں سے بچیں۔

(تفسیر الطبری سورۃ الفاطر:6)

آج ہم مکمل طور پر گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں، ہر معاملہ میں اللہ کی نافرمانی کر رہے ہیں ہمارے عقائد میں شرک داخل ہو چکا ہے، جو دنیا کا سب عظیم گناہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرتا اور جو شخص شرک کرنے کے بعد بغیر توبہ کئے مر گیا تو اس کا ٹھکانہ ہمیشہ کے لئے جہنم ہو گا، جیسا اللہ نے فرمایا:

"إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَار"

ترجمہ: "بے شک جو شرک کرکے مرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت کو حرام قرار دی ہے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں"۔

(سورۃ المائدۃ:72)

اسی طرح ہماری عبادا تیں بھی بدعتوں سے پاک نہیں ہیں جس سے اللہ کے رسول ﷺ نے سختی سے منع کیا ہے جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ»

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جس کسی نے ایسا کام کیا جس کے کرنے کا میں نے حکم نہیں دیا وہ کام مردود اور باطل ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:2697-و صحیح مسلم رقم الحدیث:1718)

اور معاملات میں حرام کاری و حرام خوری ہمارا شیوہ بن چکا ہے اور اخلاقیات کا تو کیا کہنا ایسے لگتا ہے کہ بد اخلاقی ہمار رگ و ریشے میں رچ بس گئی ہے۔

آج ہماری حالت یہ ہو چکی ہے کہ ہم زبان سے اللہ کا ذکر کرتے کرتے گناہوں میں مگن رہتے ہیں جیسا کہ ہم اپنی زبان سے اللہ اکبر بولتے ہیں مگر کسبِ حرام (حرام کمائی) سے باز نہیں آتے، زبان سے سبحان اللہ بولتے ہیں لیکن دوسروں کو دھوکہ دینے سے پیچھے نہیں ہٹتے، زبان سے استغفر اللہ بولتے ہیں پر جھوٹ نہیں چھوڑتے، یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کوئی رٹی ازم نہیں ہے کہ آپ اس کو دس مرتبہ ذکر کرنے سے سارے گناہ معاف ہو جائیں۔ ذکر دل وزبان سے ہونا چاہئے جب بھی کوئی نافرمانی ہو تو ہمارے دل میں ایک قسم کا ڈر پیدا ہونا چاہئے۔ امام سفیان ثوریؒ کہتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا خوف ان پر اتنا طاری ہوتا تھا کہ پیشاب کی جگہ سے خون نکلتا تھا وہ اس بات سے ڈرا کرتے تھے کہیں ان سے ایسا گناہ سرزد نہ ہو جس کے سبب اللہ تعالی انہیں جہنم میں ڈال دے۔

شیطان کا ہر طرف سے حملہ کرنا:

انسان کو شیطان سے ہمیشہ چوکنا رہنا چاہیے کیونکہ وہ ہر طرف سے حملہ کرتا ہے کبھی دائیں سے، کبھی بائیں سے کبھی آگے سے اور کبھی پیچھے سے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ"

ترجمہ: "شیطان نے کہا کہ پس تونے مجھے گمراہ کیا تو ان لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے تیرے سیدھے راستے پر ضرور بیٹھوں گا پھر میں ان کے سامنے سے ان کے پیچھے سے ان کے دائیں سے ان کے بائیں سے ضرور آؤں گا اور تو ان کی اکثریت کو شکر گزار نہیں پائے گا۔"

(سورۃ الاعراف:16,17)

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

عَنْ سَبْرَةَ بْنِ أَبِي فَاكِهٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "إِنَّ الشَّيْطَانَ قَعَدَ لِابْنِ آدَمَ بِأَطْرُقِهِ، فَقَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ: تُسْلِمُ وَتَذَرُ دِينَكَ وَدِينَ آبَائِكَ وَآبَاءِ أَبِيكَ، فَعَصَاهُ فَأَسْلَمَ، ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: تُهَاجِرُ وَتَدَعُ أَرْضَكَ وَسَمَاءَكَ، وَإِنَّمَا مَثَلُ الْمُهَاجِرِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِي الطِّوَلِ، فَعَصَاهُ فَهَاجَرَ، ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْجِهَادِ، فَقَالَ: تُجَاهِدُ فَهُوَ جَهْدُ النَّفْسِ وَالْمَالِ، فَتُقَاتِلُ فَتُقْتَلُ، فَتُنْكَحُ

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

الْمَرْأَةُ، وَيُقْسَمُ الْمَالُ، فَعَصَاهُ فَجَاهَدَ، " فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ قُتِلَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَإِنْ غَرِقَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ وَقَصَتْهُ دَابَّتُهُ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ»

ترجمہ:"بے شک شیطان ابن آدم کے لئے اللہ کے راستوں پر بیٹھ گیا مثلا وہ اسلام کے راستے پر بیٹھ جاتا ہے اور ابن آدم سے کہتا ہے تو اسلام قبول کر کے اپنے اور اپنے آباء واجداد کے دین کو چھوڑ رہا ہے؟ مگر ابن آدم اس کی نافرمانی کرتے ہوئے اسلام کو اختیار کرلیتا ہے پھر اسی طرح شیطان راہ ہجرت پر بیٹھ جاتا ہے اور مسلمان سے کہتا ہے کیا تو ہجرت کر کے اپنی زمین اور آسمان چھوڑ رہا ہے؟ مہاجر کی مثال اس گھوڑے کی سی ہے جس کی رسی کو دراز کر دیا گیا ہو مگر مومن شیطان کی نافرمانی کر کے ہجرت کرلیتا ہے پھر وہ مومن کے لئے راہ جہاد پر آکر بیٹھ جاتا ہے اور اس سے کہتا ہے یہ تو بس نفس اور مال کی مشقت ہے چنانچہ تو جنگ کرے گا تو مارا جائے گا تیری بیوی سے کوئی نکاح کرلے گا تیرا مال تقسیم کرلیا جائے گا مگر مردِ مومن شیطان کی نافرمانی کرتے ہوئے جہاد کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان یہ کام کرتے ہوئے فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے یا اگر شہید ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے اگر غرق ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے اگر وہ

سواری سے گر کر فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے۔

(المصدر: سنن النسائي، كتاب الجهاد، رقم الحديث: 3134 اس حدیث کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے)

شیطان انسان پر کبھی دوست کی شکل میں کبھی دشمن کی شکل میں کبھی رشتہ دار کی شکل میں کبھی اولاد کی شکل میں کبھی خیر خواہ کے نام پر حملہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم کبھی اپنے دوستوں کی باتوں میں آکر، کبھی اپنی ہی باتوں میں آکر کبھی اپنے کسی رشتہ دار کی باتوں میں آکر کبھی اولاد کی محبت میں آکر اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں اور کوئی عورت اپنے شوہر کی باتوں میں آکر اللہ کی نافرمانی کر بیٹھتی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ہر وقت چوکنا رہیں شیطان جو ہمارے گھات میں بیٹھا ہے ہم اللہ کی اطاعت کرکے اس کی ساری شازشوں کو ناکام کرنے کی کوشش کریں۔

شیطان کا مقابلہ وہی مومن کر سکتا ہے جو اس کے چالوں اور اس کے حملوں کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اور ایسے مومن کے لئے شیطان کی چالیں تارِ عنکبوت کی حیثیت رکھتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا "

ترجمہ: تم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو! یقین مانو کہ شیطانی حیلہ (بالکل بودا اور) سخت کمزور ہے۔

(سورۃ النساء:٧٦)

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

(وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ)میں خطوات کا مطلب:

اس آیت کریمہ میں شیطان کے ایک ایسے حملے کا ذکر کیا گیا ہے جو تمام حملوں میں مشترک ہوتا ہے اس کو قرآن مجید میں خطوات سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ "

ترجمہ: ”اے ایمان والو تم اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور تم شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔“

(سورۃ البقرۃ:208)

اس آیت میں "شیطان کے خطوات کی پیروی مت کرو" کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کا حملہ سیڑھی کے زینوں کی طرح زینہ بہ زینہ Step by step ہوتا ہے۔ کیونکہ شیطان یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ ایک عام مسلمان کوئی بھی گناہ کبیرہ جیسے: شرک، زنا، قتل، شراب نوشی اور رشوت خوری کرنے سے ڈرتا ہے اور وہ فوراً ان کا ارتکاب نہیں کرے گا۔ لہذا شیطان انسان کے پاس step by step آتا ہے۔ سب سے پہلے اس کو غلط لوگوں کی دوستی میں بیٹھاتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ دل میں برے وسوسے ڈالنے لگتا ہے اور برائی کے الگ الگ راستوں کو اس طرح ہموار اور مزین کرتا ہے کہ اب اسے بڑے سے بڑا گناہ بھی چھوٹا لگنے لگتا ہے، اس طرح ایک دو سال جب گذرتے ہیں تو اس کو پتا ہی نہیں چلتا کہ وہ کیا سے کیا ہو گیا ہے۔ کب اس کا ذہن مکمل طور پر بدل گیا۔ سو پتہ یہ

چلا کہ شیطان کا طریقہ فوراً اٹیکنگ (حملہ) کا نہیں ہوتا بلکہ وہ بھٹکانے کے لئے بڑا لمبا ٹائم (وقت) لیتا ہے،اس کے پاس بڑا صبر ہوتا ہے اور وہ اپنے کام پر برابر لگا ہوا ہوتا ہے۔ بلکہ یہ کہا جائے تو بے جانہ ہو گا کہ آدم تا ایں دم وہ مسلسل اپنے کام میں لگا ہوا ہے، جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے "The most Experience and senior person on the face of the earth"" کہ شیطان اس روئے زمین کا سب سے زیادہ سینئر (بزرگ)اور تجربہ کار فرد ہے" ۔ یعنی اس کے پاس انسانوں کو بھٹکانے کا بہت ہی زیادہ تجربہ ہے۔ ہمارے جیسے کئی افراد کو وہ جنت کے دروازے سے نکال کر جہنم کی وادیوں میں پھینک چکا ہے۔

اسی طرح وہ یہ بھی جانتا ہے کہ کس کو کیسے گمراہ کرنا ہے مثلاً اگر کوئی شخص دینی مزاج کا ہو تو وہ دین کے راستے سے ہی اس پر حملہ کرتا ہے۔ جیسے کہ اس نے نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی قوم کو نیک لوگوں کی محبت اور عقیدت کے نام پر بھٹکایا، شیطان نے ان کے پاس آکر کہا یہ جو اولیاء ہیں وہ بڑے نیک تھے، اب جب یہ مر چکے ہیں تو تمہیں ان کا احترام کرنا چاہئے، تو لوگوں نے پوچھا کہ احترام میں ہمیں کیا کرنا چاہئے ؟ اس نے کہا کہ ان کی یاد گار کے طور پر ان کی تصویریں بنالو۔ انہیں یاد کرنے سے تمہیں اللہ یاد آجاتا ہے، پھر اس کے بعد اس نے ان میں یہ وسوسہ ڈالا کہ تم لوگ جب ان نیک لوگوں کی تصویروں پر سے گذرو تو احتراما انہیں سلام کرلیا کرو، انکے آگے اپنی نظریں جھکالیا کرو، اور اس طرح آہستہ آہستہ ان کو قیام سے رکوع تک اور پھر رکوع سے سجدے تک لے گیا اور ایک دن ایسا بھی آیا کہ لوگوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو بالکل بھلادیا اور ان نیک لوگوں کے بتوں کو ہی اپنا رب تسلیم کرنا شروع کر دیا، اس طریقے سے پوری قوم سے اس

نے شرک کروانے میں کامیاب ہو گیا۔ بالکل اسی طرح آج کل لوگ بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم جو سجے سجائے مزاروں پر یا قبروں پر جاتے ہیں۔ ہم ان سے نہ دعا کرتے ہیں، نہ ہی ان سے کوئی چیز مانگتے ہیں اور نہ ہی ہم ان کو سجدہ کرتے ہیں، بس ہم تو احتراما ان کے پاس جاتے ہیں اور اپنے لئے دعا مانگتے ہیں۔ اور وہاں کچھ پڑھتے ہیں تو بھی صرف سورہ فاتحہ ہی پڑھتے ہیں، کیا فاتحہ پڑھنا گناہ ہے ؟ اب ان سے ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا نبی اکرم ﷺ نے بھی قبروں کی زیارت کی ہے یا نہیں کی ہے ؟ تو لوگوں کا جواب ہو گا کہ نبی اکرم ﷺ نے قبروں کی زیارت کی۔ پھر ہم سوال کریں گے کہ نبی اکرم ﷺ نے قبروں کی زیارت کس مقصد سے کی اور کیا پڑھا کرتے تھے ؟۔ تو ان کا جواب یہ ہو گا کہ نبی اکرم ﷺ قبروں کی زیارت موت کو یاد کرنے کے لئے کی ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ وہاں پر سلام کرتے اور ایک دعا پڑھا کرتے تھے۔

پس ہم ان لوگوں سے یہی کہیں گے کہ کیا یہ دعا ہمارے لئے کافی نہیں ہے ؟۔

اگر ہم ان سے یہ سوال کریں کہ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت کونسی دعا پڑھنا چاہئے ؟ تو ان کا جواب ہو گا کہ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھی جاتی ہے:

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الخُبُثِ وَالخَبَائِثِ»

(المصدر: صحیح البخاری کتاب الوضوء باب مایقول عند الخلاء رقم الحدیث:142)

تو ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا اس دعاء کے علاوہ سورۃ اللھب پڑھ کر بیت الخلاء میں داخل ہو سکتے ہیں ؟ کیونکہ اس میں بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ایک دشمن ابو لہب کی تباہی اور بربادی کی بات کی گئی ہے۔ ان کا یہی جواب ہو گا کہ نبی اکرم ﷺ نے تو اس کی ایک دعا بتادی ہے، لیکن ہم کو یہ قرآن کی آیات پڑھنے کی کیا ضرورت ہے ؟!!! تو بالکل اسی طرح

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

ہم بھی قبرستان کو جاتے وقت نبی اکرم ﷺ نے جو دعا سکھائی ہے اسی کو پڑھیں یہی ہمارے لئے کافی ہے اور وہ دعا یہ ہے:

" السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُونَ "

ترجمہ: ”ان گھروں میں رہنے والے مؤمنوں اور مسلمانوں تم پر سلام ہو، اور یقیناً ہم اگر اللہ نے چاہا تو تم سے ملنے والے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ہم میں سے پہلے آنے والوں اور بعد میں آنے والوں پر رحم فرمائے) میں اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔“

(صحیح مسلم، راوی الحدیث: أم المومنین عائشة رضي الله عنها، رقم الحدیث: 974)

ان دعاؤں کو چھوڑ کر اب آپ وہاں پر سورۃ الفاتحۃ اور قل ھو اللہ أحد وغیرہ پڑھتے ہیں۔ ہم کہیں گے یہ ساری چیزیں کہاں سے آگئی ہیں؟۔ کیا ہمیں دین بتانے اور سکھانے کے لئے نبی اکرم ﷺ کافی نہیں ہیں؟!!!۔ کیا کوئی اور بھی نبی آیا ہے جو آپ کو یہ سب چیزیں سکھا کر گیا ہے؟!!! یا پھر آپ کے پاس ہی آسمان سے کوئی اور وحی آرہی ہے؟!!! اگر ایسا ہے تو اس کا مطلب یہ نکلا کہ آپ نبی اکرم ﷺ کو آخری نبی نہیں مان رہے ہیں!!!۔ خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد اب کوئی نبی آنے والے نہیں ہیں اور نہ ہی کوئی اور رسول آنے والے ہیں۔ محمد ﷺ آخری نبی اور آخری رسول ہیں۔ تا قیامت دین کے تعلق سے آپ کی بات آخری بات تسلیم کی جائے گی۔

ذرا غور کیجئے کہ شیطان آہستہ آہستہ فاتحہ، درود اور احترام کے بہانے لوگوں کے پاس کیسے آتا ہے، اور چند ہی سالوں یا مہینوں کے بعد انہیں قبروں پر سجدہ بھی کروادیتا ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں قبر کے پاس ٹھہرا ہوا تھا اور میں نے اچانک اس مزار کے پاس ایک آواز سنی یا پھر مجھے ایک روشنی محسوس ہوئی تو میں بے ساختہ قبر کے پاس سجدے میں گر پڑا، (نعوذ باللہ) یہ شرک نہیں ہے تو اور کیا ہے ؟۔

اسی طرح کئی لوگ آج کے دور میں نماز نہیں پڑھتے، اگر آپ دیکھیں گے تو دس سال پہلے کافی نمازی تھے۔ تو ایسے لوگوں سے جب سوال کیا جاتا ہے کہ بھائی پہلے تو آپ اچھے خاصے دین دار تھے نمازیں پڑھا کرتے تھے ؟ یہ لوگ کہتے ہیں کہ بھائی نماز کی تفصیل تو قرآن میں نہیں ہے۔ یہ سب تو حدیثوں میں ہے اور حدیث کو تو میں مانتا ہی نہیں ہوں۔ سو پتہ چلتا ہے کہ وہ منکرین حدیث ہو گئے ہیں جو حدیث کا انکار کرتے ہیں، شیطان پہلے آکر ان کے دماغوں میں حدیث کے متعلق شک میں مبتلا کیا، پھر وہ شک کا مرض بڑھتا گیا یہاں تک کہ انھوں نے حدیث کو اپنی زندگی سے نکال ہی دیا۔ پھر اب رہ گیا قرآن۔ اور اب قرآن میں تو انہیں کچھ بھی سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ کیا کریں گے ؟۔ نتیجے میں نماز بھی انھوں نے چھوڑ دی۔

تو آپ غور کریں کہ کیسے شیطان انسان پر بتدریج حملہ کرتا ہے، وہ برے اعمال کو بہت خوبصورت بناتا ہے، پھر ذہنوں میں شکوک پیدا کرتا ہے اور پھر حدیث کی اہمیت کو ختم کرتا ہے، پھر اس کے بعد آدمی کو غلط راستے پر لے جاتا ہے آہستہ آہستہ اس کے بعد دیگر بڑے گناہ بھی کرواتا ہے۔ اسی کو خطوات کہا جاتا ہے۔

لہذا انہیں باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے قرآن مجید کا مطالعہ کر کے دس

شیطانی حملوں کو اس خطبہ میں ذکر کیا ہے۔ ان دس حملوں میں آپ کو ہر حملے میں شیطان کا یہ طریقہ کار یعنی خطوات، زینہ بہ زینہ بھٹکانا سمجھ میں آجائے گا۔ ویسے تو قرآن وسنت میں شیطان کے بہت سے حملے ذکر کئے گئے ہیں جس کے ذریعہ وہ انسان کو بھٹکاتا ہے لیکن ان میں جو زیادہ اور سب سے اہم ہیں وہ دس ہیں ان کے بارے میں تفصیلی علم رکھنا ہر ایک لئے بے حد ضروری ہے۔ لہذا شیطان کے وہ دس اہم حملے پیش خدمت ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔

1۔پہلا حملہ:-"استفزاز":یعنی آواز کے ذریعہ لوگوں کو بہکانا اور پھسلانا:

یہ شیطان کا پہلا حملہ ہے، اِس لفظ پر غور کرنے سے پتا چلتا ہے کہ شیطان کا یہ حملہ بڑا خطرناک ہے۔ اس حملے کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا:

"وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ قَالَ أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا (٦١) قَالَ أَرَأَيْتَكَ هَٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا (٦٢) قَالَ اذْهَبْ فَمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَّوْفُورًا (٦٣) وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُم بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا (٦٤) إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ۚ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ

AskIslamPedia
Gateway for Islamic Information
Free Online Islamic Encyclopedia

وَكِيلًا (٦٥)"

ترجمہ: اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا ان سب نے سجدہ کیا، ابلیس بولا: کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو مٹی سے بنایا ہے۔ کہنے لگا: بھلا دیکھ تو اسے جسے تو نے مجھ پر فضیلت عطا کی ہے اگر تو مجھے یوم قیامت تک مہلت دے تو تھوڑے لوگوں کے سوا ان سب کی نسل کو جڑ سے کاٹ دوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جا پھر ان میں سے جو تیری بات مانے گا تو بے شک تمہاری پوری سزا جہنم ہے۔

اور ان میں سے جن پر تیرا بس چلے انہیں اپنی آواز سے بہکا لے اور ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لے، مال اور اولاد میں ان کا شریک بن جا اور انہیں (جھوٹے) وعدے دے اور شیطان تو بس فریب ہی کا وعدہ کرتا ہے۔

بے شک میرے بندوں پر تیرا کوئی زور نہیں اور آپ کا رب کارساز کافی ہے۔

(سورة بني إسرائيل:17، 61،70)

مذکورہ آیت میں شیطان انسان کو نہایت ہی حقیر و ذلیل جان کر پورے غرور اور تکبر کے ساتھ از راہِ طنز کہتا ہے کہ یہ آدم!!!! اس کو اے اللہ! تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے (میرے سامنے اس کی اوقات کیا ہے؟) ذرا غور کریں جس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے انسان کو اتنا ذلیل کیا۔ آج ہم اسی کو جگری دوست بنا بیٹھے ہیں اور اسی کی باتوں میں آکر کبھی اپنے والدین کی نافرمانی کر رہے ہیں، کبھی اپنے بھائیوں کو برا بھلا کہہ

رہے ہیں، کبھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہے ہیں اور کبھی نبی اکرم ﷺ کی نافرمانی کر رہے ہیں۔

ابن سماک رحمہ اللہ ایسے شخص پر تعجب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"يَا عَجَبًا لِمَنْ عَصَى الْمُحْسِنَ بَعْدَ مَعْرِفَتِهِ بِإِحْسَانِهِ! وَأَطَاعَ اللَّعِينَ بَعْدَ مَعْرِفَتِهِ بِعَدَاوَتِهِ"

ترجمہ: "مجھے تو اس آدمی پر تعجب ہوتا ہے جو اپنے محسن کے احسان کو جاننے کے باوجود اس کی نافرمانی کرتا ہے اور ملعون شیطان کی دشمنی کو جاننے کے باوجود اس کی اطاعت کرتا ہے"۔

(المصدر: الجامع لأحكام القرآن تفسير سورة فاطر رقم الآية: 6)

ان آیتوں سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ تکبر کرنا، دوسروں کو حقیر سمجھنا، یہ شیطان کی صفت ہے اور یہ صفت بعض انسانوں میں بھی پائی جاتی ہے وہ اپنے علاوہ دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ میرے قریب بھی نہیں آنا۔ اس کی کیا عزت ہے؟ میرے سامنے اسکی کیا اوقات ہے؟ الغرض جو بھی اس ٹائپ (قسم) کی گفتگو کرتے ہیں دراصل ان کے پاس شیطان ہوتا ہے جو یہ سب کرواتا ہے اور اس طرح کے سارے لہجے، شیطانی لہجے ہوتے ہیں۔

اسی طرح ہمارا یہ بھی ماننا ہے کہ ہم سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بندے ہیں اور ہم سب آدم کے بیٹے ہیں کسی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے، چاہے وہ کسی بھی وجہ سے ہو، زبان کی وجہ سے، کسی کے رنگ کی وجہ سے، کسی کے کم مرتبے کی وجہ سے، کسی کے خاندان کی وجہ سے، کسی کے گناہ کی وجہ سے، کسی کے پیشے کی وجہ سے، یا پھر اس کے جسم

کے اندر موجود کسی عیب کی وجہ سے۔ جیسے کوئی لنگڑا ہوتا ہے، کوئی لولا ہوتا ہے، کوئی اندھا ہوتا ہے، کوئی بدصورت ہوتا ہے، کوئی زیادہ سفید ہوجاتا ہے، یہ سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے آزمائشیں ہوتی ہیں۔ اور علاقائی تعصب کی بنا پر بھی کسی کو حقیر نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہئے جیسے کہ کسی کا کہنا کہ میں اولڈ سٹی کا ہوں، وہ نیو سٹی کا ہے، میں یورپ کا ہوں وہ انڈیا کا ہے، میں عرب کا ہوں اور وہ عجم کا ہے، وغیرہ، الغرض تعصب ایک گندہ کیڑا ہے جس کی بدبو بڑی بھیانک ہوتی ہے اور تعصب کی باتیں کرنے والا انسان اس کیڑے کے ناک سے نکلنے والی بدبو سے بھی بدتر ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَفْتَخِرُونَ بِآبَائِهِمُ الَّذِينَ مَاتُوا، إِنَّمَا هُمْ فَحْمُ جَهَنَّمَ، أَوْ لَيَكُونُنَّ أَهْوَنَ عَلَى اللَّهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِي يُدَهْدِهُ الْخِرَاءَ بِأَنْفِهِ، إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ، إِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ، وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ، النَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ"

ترجمہ: "باز آجائیں وہ قومیں جو اپنے ان آباء واجداد پر فخر کر رہی ہیں جو مر گئے ہیں، وہ جہنم کا کوئلہ ہیں ورنہ وہ اللہ کے نزدیک اس گبریلے سے بھی زیادہ ذلیل ہو جائیں گے، جو اپنے آگے اپنی ناک سے نجاست دھکیلتا رہتا ہے، اللہ نے تم سے جاہلیت کی نخوت کو ختم کر دیا ہے، اب تو لوگ مومن و متقی ہیں یا فاجر و بدبخت، لوگ سب کے سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔"

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

(المصدر: سنن ترمذی ،الراوی : ابو هريرة رضي الله عنه، رقم الحديث :3955 - حکم الحديث:" البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن کہا ہے"

(التعليق الرغيب(4/ 21و33-34)،غاية المرام(312)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اس طرح کی بداخلاقی ذرا بھی پسند نہیں ہے کیونکہ ، ہم سب کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مخلوق میں عیب جوئی کرنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عیب جوئی کرنے کے برابر کے ہے ۔وہ کون ہوتا ہے یا میں کون ہوتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خلقت میں کیڑے نکالوں۔ یہ سراسر غلط ہے ہم سب کو اس سے بچنا چاہئے۔

شیطان کا یہ کہنا:

"لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا"

ترجمہ: اے اللہ اگر تو مجھ کو قیامت تک مہلت دے گا تو میں اس آدمؑ کو اور اسکی اولاد کو جڑ سے اکھیڑ کر پھنک دوں گا۔

(سورة بني إسرائيل:62)

یعنی شیطان اس آیت میں کہ رہا ہے کہ میں سب کو گمراہ کرکے چھوڑوں گا مگر میں جانتا ہوں کہ تھوڑے لوگ ہیں جو میرے جھانسے میں نہیں آئیں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو ان تھوڑے لوگوں میں شامل کرلے۔

پھر اس کے بعد کی آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے شیطان کو دھتکار دیا۔اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نہ صرف اس کی دعا قبول کی بلکہ اس کو مہلت بھی دی اور بہت ساری

طاقتوں سے نوازا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُم بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا"

ترجمہ: تو ان کو (ابن آدمؑ اور ان کی اولاد کو) بہلا اور پھسلا تیری آواز سے (دنیا میں جتنی قسم کی میوزک ہے وہ شیطان کی آواز ہے اسلام کے علاوہ تمام مذاہب اپنے دین کی تبلیغ کے لئے میوزک کا استعمال کرتے ہیں)، اور ان پر تو تیرے گھوڑ سوار اور تیرے پیادوں کی فوج کو مسلط کر دے۔ (لیکن میرے بندوں پر تیرا بس نہیں چلے گا) اور ان کو تو تیرے مال اور اولاد میں شریک کر لے۔ (آج مسلمان جو حرام کماتے اور کھاتے ہیں گویا وہ شیطان کو اپنے مال اور اولاد میں شریک بنا رہے ہیں۔

(سورۃ بنی إسرائیل:64)

2۔ دوسرا حملہ:- "ازّا": اس کا معنی ہے اکسانا:

اس لفظ کا تلفظ اور معنی و مفہوم ہی بتا رہا ہے کہ یہ بھی شیطان کا ایک خطرناک حملہ ہے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے جب وہ کسی محفلِ خوشی میں جاتے ہیں تو لوگوں کی یہ خوشی انہیں نہیں بھاتی۔ اچانک وہاں ایسی کوئی نیگیٹوی Negative بات چھیڑ دیتے ہیں، جس کی وجہ سے ساری محفل اداس ہو جاتی ہے جیسے کسی تیسرے کے بارے میں غیبت ، چغلی وغیرہ کرتے ہیں اور دوسروں پر بہتان لگانا بھی شروع کر دیتے ہیں۔ مگر ایک اچھے

آدمی کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جہاں بھی جاتا ہے غموں کو خوشیوں میں بدل دیتا ہے جہاں کہیں بھی کسی اداس یا پریشان شخص کو دیکھتا ہے اس کے پاس جاکر اسکو کوئی دعا اور کسی صحابی کا واقعہ سنا کر اس کو ہمت دلاتا ہے۔ جس سے اس کو غم کے بجائے خوشی ملنے لگتی ہے اور اس سے وہ اداسی چھوٹ جاتی ہے۔

حدیث کی کتابوں میں نبی اکرم ﷺ کے متعلق بھی یہی منقول ہے کہ آپ ﷺ جہاں بھی گئے وہاں سے نفرت وعداوت کی دھوپ کو ختم کر کے الفت و محبت اور خوشی و مسرت کا درخت لگائے۔ یہی شیوہ ایک مومن کا ہونا چاہئے مومن جہاں جاتا ہے وہاں سے نفرت وعداوت فتنہ وفساد ختم ہو جاتا ہے اسکے برعکس شریر الطبع انسان جہاں پر بھی جاتا ہے وہاں لوگوں کو اکسا کر عداوت ودشمنی، فتنہ وفساد پھیلاتا ہے۔ اسی صفت کو "ازّا" اکسانا کہتے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ شیطان کے اس حملہ کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

"أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا"

ترجمہ: ”کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ بے شک ہم نے کافروں پر شیطان چھوڑ رکھے ہیں جو انہیں خوب گناہوں پر اکساتے ہیں“۔

(سورۃ مریم:83)

اسی سورت میں آگے اللہ تعالیٰ نے اس بات کی بھی وضاحت فرمادی ہے کہ شیطان نے لوگوں کو کس طرح اور کیسے اکسا کر شرک میں مبتلا کیا حتی کہ لوگ اللہ کی طرف بیٹے کی نسبت کرنے لگے فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

" وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا (٨٨) لَّقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا (٨٩)

تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا (٩٠) أَن دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا(٩١) وَمَا يَنبَغِي لِلرَّحْمَٰنِ أَن يَتَّخِذَ وَلَدًا (٩٢)"

ترجمہ:"انہوں نے کہا کہ رحمٰن اولاد رکھتا ہے یقیناتم ایک بہت بھاری بات (گناہ) تک آپہنچے ہو قریب ہے کہ آسمان اس بات سے پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑیں اس بات کے لئے کہ انہوں نے رحمٰن کا دعوی کیا اور رحمٰن کے لائق ہی نہیں ہے کہ وہ کسی کو اولاد بنائے"۔

(سورۃ مریم:88-92)

شیطان کے اسی اکساہٹ کا نتیجہ ہے آج ان کی تعداد 2.7 بلین ہے اس اکساہٹ کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ جب عیسی علیہ الصلاۃ والسلام اوپر اٹھالئے گئے تو اس نے عیسائیوں کے پاس جا کر کہا کہ کیا تمہارے پاس عیسی علیہ الصلاۃ والسلام کی قدر نہیں ہے۔ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام تو مر چکے ہیں (حالانکہ ہم مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق عیسیٰؑ مرے نہیں ہیں بلکہ وہ ابھی زندہ ہیں اور قیامت سے پہلے اس دنیا میں پھر سے تشریف لائیں گے) اور پوری دنیا تمہیں لعن طعن کرے گی اور سارے یہودی کل کے دن تم پر کیچڑ اچھالیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے تو تمہارے نبی کو مار دیا ہے اور یہ تمہارے لئے بڑی شرم کی بات ہو گی۔ سبحان اللہ ذرا غور کیجئے کہ اس نے کیسے سارے لوگوں کو عیسی علیہ الصلاۃ والسلام کے مرنے کے فلسفہ میں لگا دیا ہے۔ اس کے بعد عیسائی اس کی باتوں میں آکر اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے سارے لوگوں کو یہ باور کرانا شروع کیا کہ حضرت آدمؑ نے جو گناہ کیا تھا وہ اب تک ان کی ساری اولاد پر باقی ہے اور کوئی اس کو

معاف نہیں کرواسکا، لہذا اس گناہ سے ساری انسانیت کو چھٹکارا دلانے کے لئے حضرت عیسیٰ ؑ نے اپنے آپ کو سولی پر چڑھالیا ہے حالانکہ یہ بات پوری وضاحت کے ساتھ قرآن وسنت میں مذکور ہے کہ آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسی وقت معاف کر دیا تھا جب کہ انہوں نے سچے دل سے اللہ سے توبہ کی تھی۔

یہی وجہ ہے کہ عیسائیوں کا یہ گھٹیا فلسفہ ہمیں ان کی کسی کتاب میں نہیں ملے گا۔ اتنے بڑے فلسفے کے لئے ایک دلیل بھی ان کی کتابوں میں موجود نہیں ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ شیطان اپنے اس ازّاء کے حملے کا سہارا لے کر کس طرح 2.7 بلین عیسائیوں کو ٹھکانے لگایا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم کو شیطان کے اس مکر وفریب سے بچائے۔ آمین۔

بالکل اسی طرح ہمارے پاس بھی اس قسم کے لوگ موجود ہیں جو علی رضی اللہ عنہ کی شان میں اتنا غلو کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کو انسان سے اٹھا کر نبی بنا دیتے ہیں، اور پھر نبی کے مقام سے ہٹا کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ تک ملا دیتے ہیں۔ الغرض شیطان اسی طرح انسان کو مختلف طریقوں سے اکسا کر ان کا عقیدہ بگاڑتا ہے اور انہیں جہنم میں ڈھکیلنے کی کوشش کرتا ہے۔ لہذا ہمیں چاہئے کو ہر وقت شیطان سے چوکنا رہیں۔

3۔ تیسرا حملہ:- "تزئین": یعنی برے اعمال کو خوبصورت بنا کر پیش کرنا

یہ شیطان کا بہت ہی خطرناک حملہ ہے، جب میں اس کے بارے میں پڑھتا ہوں تو دھل جاتا ہوں، کیونکہ آپ جو بھی برا کام کرتے ہیں شیطان آکر جسٹی فائی Justify کرتا ہے کہ آپ نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ ایسا ہی تو کرنا ہے، تم ہی عقلمند ہو، باقی کے جتنے لوگ

اس کے خلاف کر رہے ہیں سب کے سب بے قوف ہیں۔ ان کو نہیں معلوم کہ گناہ کیا ہے، ان کو نہیں معلوم ہے کہ اس میں کتنی لذت ہوتی ہے، صرف مسجدوں میں جاکر اللہ اللہ کرنا یہ بھی کوئی زندگی ہے؟ اصل زندگی کا مزہ یہ ہے کہ ہم ہر طرح سے انجوائے کریں (زندگی سے لطف اٹھائیں)، نمازیں روزے تو جوانی کے بعد بھی کر لے سکتے، ابھی عمر کافی ہے، انتقال سے پہلے کلمہ پڑھ لیں گے تو سارے گناہ دھل جائیں گے۔

شیطان کے اسی حملے کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُم مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ (٢٥)"

"اور ہم نے ان کے کچھ برے ہم نشین مقرر کر دیئے ہیں تو انہوں نے ان کے اگلے پچھلے تمام اعمال خوشنما بنا کر ان کو دکھائے آخر کار ان پر بھی اللہ تعالیٰ کا وہی عذاب آیا جو ان سے پہلے جنوں اور انسانوں پر آیا تھا یقیناوہ سب خسارہ پانے والوں میں سے تھے۔"

(سورۃ فصلت:41/25)

اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کہا کہ لوگوں کے پاس ایسے شیاطین آتے ہیں جو لوگوں کے برے اعمال کو اچھا بنا کر پیش کرتے ہیں۔ اور اس طرح کا بیان قرآن مجید میں بہت ساری جگہوں پر موجود ہے جیسے سورہ سباء، سورہ نمل، سورہ طہ وغیرہ۔

اسی طرح ہدہد نے سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام سے کہا تھا کہ:

"وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ (٢٤)"

ترجمہ:"میں ملکہ سبا اور اس کی قوم کو دیکھا کہ وہ اللہ کے سوا سورج کو سجدہ کر رہے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے لئے پر کشش بنا دیا ہے پھر انہیں راہ حق سے روک دیا ہے چنانچہ وہ ہدایت نہیں پاتے"۔

(سورۃ النمل:24)

یعنی قوم سبا کے سامنے شیطان نے ان کے برے اعمال کو اچھے اور خوبصورت بنا کر ان سے سورج کی عبادت کروایا۔ ان لوگوں کے ذہنوں میں شیطان نے یہ بات ڈال دیا کہ سورج تو بہت فائدہ مند ہے اور اتنا بڑا ہے، سارے لوگ اسی سے جی رہے ہیں، لہذا اس کی پوجا کرنی چاہیئے۔

یہاں ایک اور بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس انسان کی عقل ماند پڑ جاتی ہے اور دماغ ماؤف ہو جاتا ہے تو اس کو اس کا برا عمل بھی اچھا لگنے لگتا ہے۔ جیسے کہ شراب پینا ایک بری عادت ہے ہر کوئی اس کو مانتا ہے لیکن شرابی کو شراب اچھی لگتی ہے وہ شراب پینے سے کبھی باز نہیں آتا۔

میں جب امریکہ اور یورپ گیا تو میں نے راتوں میں ایک منظر دیکھا کہ وہ آدمی جو اچھا سوٹ بوٹ پہنا ہوا ہوتا ہے اور گلے میں ٹائی ہوتی ہے بڑا پڑھا لکھا ہوتا ہے۔ لیکن اتنا پیتا ہے کہ اس کو کوئی ہوش نہیں رہتا، کوئی کچرے کے ڈبے میں پڑا

ہوا ہے کوئی سڑک کے کنارے پڑا ہوا ہے کوئی ٹائلیٹ میں پڑا ہوا ہے، کسی پر خنزیر کی قے ہوتی ہے اور اس قے پر اس شرابی کا سر پڑا ہوا ہوتا ہے اور یہ کوئی معمولی انسان نہیں یہ بڑے بڑے آفسر ہوتے ہیں، بڑے بڑے وی آئی پی ہوتے ہیں، جن سے ملنے کے لئے اپائنٹمنٹ لینا پڑتا ہے، لیکن جب یہ شراب پیتے ہیں تو ان کی عقل ماؤف ہو جاتی ہے، اصل میں ان کی ڈیوٹی کی باری ہوتی ہے اگر کوئی آدمی ایک دن یہ پیتا ہے تو اس دن اس کا دوست کام کرتا ہے اور وہ کہیں گر جائے تو اٹھا کر لاتا ہے، اور دوسرے دن دوسرے کی باری ہوتی ہے، اس طرح شیاطین نے ان کے برے اعمال کو اچھا کر کے پیش کرتا ہے۔

اسی طرح آج کے مسلمانوں کے آگے بھی شیطان ان کے برے اعمال کو بڑا خوبصورت کر کے پیش کرتا ہے، گندے پانی کو برتن میں جمع کر لیتے ہیں اور اس کو شفاء سمجھ کر پی جاتے ہیں۔ اس پانی کو پینے والوں میں بعض وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو ڈاکٹر کہتے ہیں وہ اپنی صحت کا بڑا خیال رکھتے ہیں، رات دن صحت اور صفائی پر بات کرتے ہیں، پھلوں اور دوسری اشیاء کو بڑے پاکیزہ انداز میں رکھتے ہیں، عام وقت پر نارمل پانی نہیں پیتے تھوڑا بھی ناپاکی کا شک ہو جائے تو اس چیز کو ہاتھ نہیں لگاتے بعض جگہ کی گندی مٹی کو خاک شفاء سمجھ کر اپنے جسم پر اپنی آنکھوں پر مل لیتے ہیں۔ الغرض یہ سب شیطان کا کارنامہ ہے کہ اس نے ان کے ان سارے برے اعمال کو خوبصورت کر کے پیش کیا ہے جس کی وجہ یہ لوگ یہ سب کام کرتے ہیں۔

4۔ چوتھا حملہ:- "تخویف": یعنی ڈر کے ذریعہ حملہ کرنا

شیطان کے اس حملہ کے بارے میں آپ اس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ دنیا میں بعض لوگ

ہوتے ہیں جو کسی سے نہیں ڈرتے ۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بندے ہوتے ہیں۔ ان کے دلوں میں اللہ کے علاوہ کسی اور کا ڈر نہیں ہوتا وہ سمجھتے ہیں دنیا میں جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، لیکن ان کے برعکس بعض لوگ ہوتے ہیں جو ذرا سی بات پر ڈرنے لگتے ہیں۔ کیونکہ شیطان نے ڈر کے ذریعہ ان پر حملہ کیا ہے اور اسی ڈر کے حملے سے وہ انہیں گناہوں میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد ہے:

" إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (١٧٥)"

ترجمہ:"یقیناشیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے پس تم ان سے نہ ڈرو اگر تم مومن ہو"۔

(سورۃ آل عمران:3/175)

آیت کریمہ سے پتہ چلا کہ شیطان لوگوں کے دلوں میں ڈر پیدا کر کے انہیں کفر وشرک کی طرف ڈھکیلتا ہے اور انسان خوف کی وجہ سے بہت کچھ کر گذرتا ہے، کبھی خودکشی کرتا ہے۔ کبھی اولاد نہ ہونے کے ڈر سے آدمی در در کی ٹھوکریں کھاتا ہے۔ الغرض آدمی شیطان کے پیدا کردہ اسی ڈر کو ختم کرنے کے لئے شرکیہ اور بدعتی کاموں کا سہارہ لیتا ہے، جیسے کہ بچے کی صحت کے لئے امام ضامن باندھ لیا، بچوں کو کالے نشان لگا دیے تاکہ نظر نہ لگے وغیرہ۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

5۔پانچواں حملہ:-"کید":اس کا مطلب ہے سازش کرنا۔

شیطان کی سازش کے بارے میں بتاتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" إِنَّ إِبْلِيسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا قَالَ ثُمَّ يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ مَا تَرَكْتُهُ حَتَّى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ قَالَ فَيُدْنِيهِ مِنْهُ وَيَقُولُ وَيَقُولُ نِعْمَ أَنْتَ"

ترجمہ:"بے شک بلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے،اور اس کے بعد وہ اپنے سارے چیلوں کو بھیجتا ہے اور پھر شام کے وقت ان سے دن بھر کے کام کی رپورٹ لیتا ہے۔ اس سے زیادہ قریب وہ ہوتا ہے جس کا فتنہ بہت بڑا ہوتا ہے تو ایک شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے یہ کیا، شیطان کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا،دوسرا آکر کہتا ہے میں میاں بیوی پیچھے پڑا رہا یہاں تک کہ ان کے درمیان جدائی ڈال دی۔ شیطان اس کو اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے تو ہی اچھا کام کیا"۔

(صحیح مسلم،راوی الحدیث:جابر بن عبد اللہ،رقم الحدیث:2813)

مذکورہ حدیث میں آپ نے دیکھا کہ شیطان نے میاں بیوی کو لڑا کر انہیں الگ کرنے کے لئے ایسا پلان بنایا اور ایسی سازش کی کہ بالآخر دونوں الگ ہوگئے۔ لہذا میاں بیوی دونوں آپس میں ایک دوسرے سے بات چیت کرتے ہوئے بڑے محتاط رہیں ۔کیونکہ دونوں کے پیچھے شیطان لگا ہوا ہے۔یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی روزمرہ زندگی

میں اس بات پر غور کیا ہوگا کہ آپ کوئی بات اپنے دوستوں کے درمیان کرتے ہیں وہ اس کا جواب نہیں دیتے اور اس کا کوئی اثر بھی نہیں لیتے، لیکن یہی بات اگر آپ اپنی بیوی سے کہیں گے تو لڑائی ہوجائے گی۔ کیونکہ شیاطین دوستوں سے زیادہ بیوی اور شوہر کے پیچھے پڑے رہتے ہیں، اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے گھروں میں داخل ہونے سے پہلے بلند آواز سے سلام کرنے، اور بسم اللہ کہنے کا حکم دیا ہے۔

لیکن آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم سلام کے بجائے کوئی فلمی گانا گاتے ہوئے شیطان کو بھی اپنے ساتھ لے کر اپنے گھروں میں داخل ہوتے ہیں۔ ہمیں اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

اسی طرح یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ ایک دعا ہے جو لوگوں کے گھروں پر چسپاں کی ہوئی ہوتی ہے:

"بِسْمِ اللَّهِ وَلَجْنَا، وَبِسْمِ اللَّهِ خَرَجْنَا، وَعَلَى اللَّهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا"

یہ ثابت نہیں بلکہ یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے دیکھئے: (سلسلة الأحاديث الضعيفة برقم 5832)۔ اور اس سلسلہ میں صحیح احادیث سے گھر میں داخل ہوتے وقت صرف سلام اور بسم اللہ ثابت ہے (صحیح مسلم)۔ (واللہ اعلم)

6۔ چھٹواں حملہ:- "نجویٰ": یعنی نیند کے دوران غلط خیالات پیدا ہونا

انسان پر شیطان کا یہ حملہ خواب اور نیند کی حالت میں ہوتا ہے۔ جب انسان سوتا ہے تو اسے برے برے خواب آتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ان خوابوں کے بارے میں

فرمایا ہے کہ:

" الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللَّهِ ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ ، وَإِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ ، وَلْيَتْفُلْ ثَلَاثًا ، وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا ، فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ "

ترجمہ: "نیک خواب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں (اور برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں) اگر تم میں کا کوئی اچھا خواب دیکھے تو وہ اسی کو بتائے جسے وہ چاہتا ہے اور جب تم میں سے کسی کو برے خواب نظر آجائے تو کسی کو بیان نہ کرے۔ وہ اس برے خواب اور شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے اور اپنے بائیں طرف تین مرتبہ تھوکے "۔

(صحیح مسلم، راوی الحدیث: عبد الرحمن بن عوف، رقم الحدیث: 2261)

بعض ایسے خواب ہوتے ہیں جو دیکھنے میں برے ہوتے ہیں لیکن اس کے معنی اچھے ہوتے ہیں۔ لیکن ایسا خواب جس سے رات میں نیند نہ آئے اور ہاتھ پیر کانپنے لگے یہ برے خواب ہوتے ہیں۔ ان کو حلم کہا جاتا ہے۔ اور اس طرح شیطان کا خواب کے ذریعہ انسان کو پریشان کرنا نجویٰ کہلاتا ہے۔ اور ایسے خواب کسی کو نہیں بتانا چاہئے۔ ہاں کسی عالم یا آپ کے بھروسے مند شخص کو بتا سکتے ہیں تاکہ وہ کوئی نسخہ دے یا پھر کوئی علاج بتادے۔

یہ نجویٰ کا مسئلہ بڑا ہی خطرناک ہے اکثر لوگ جو خودکشی کرتے ہیں ان کے ایک سال پرانے فیڈبیک دیکھیں گے یا پھر پچھلے ایک سال کی زندگی دیکھیں گے تو ہمیں

تعجب ہوگا۔ ایسے لوگوں کے دماغ پر شیطان کا قبضہ رہتا ہے۔ آج کل کے جتنے بھی دماغی بیماریاں ہیں سب کا تعلق اسی نجویٰ سے ہے۔ شیطان انسان کے دماغ میں منفی خیالات ڈالتا ہے، اور وہ آدمی اتنا منفی بن جاتا ہے کہ وہ ہمیشہ ہر کسی کے بارے منفی ہی سوچتا رہتا ہے۔ اور ایسا آدمی صرف ہر ایک کی خامیوں پر نظر رکھتا ہے۔ اس کو اسکی بیوی، دوست، بھائی، بیٹا، باپ، ماں، رشتہ دار، ان سب کے اچھائیاں نظر نہیں آتیں۔ وہ اسی سوچ میں رہتا ہے کہ میری اس دنیا میں کوئی عزت نہیں لہذا اس دنیا کو چھوڑ دوں گا خودکشی کرلوں گا۔ میں ایسے بہت سارے خودکشی کرنے والوں تک پہونچا اور ان سے پوچھا کہ بھائی تم کیوں خودکشی کرنا چاہتے ہو؟ ان کا یہی جواب ہوتا کہ ہمارے دل میں خیال آیا کہ، ہم مرجائیں تو ہم نے یہ قدم اٹھایا، تو میں نے ان کو سورہ مجادلہ کی آیت نمبر 10، 12، 13 پڑھ کر سنائی:

"إِنَّمَا النَّجْوَى مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ (١٠)

ترجمہ: "یہ سرگوشی تو شیطان ہی کی طرف سے ہے، تاکہ وہ ان لوگوں کو غم میں مبتلا کرے جو ایمان لائے، حالانکہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر انھیں ہرگز کوئی نقصان پہنچانے والا نہیں اور اللہ ہی پر پس لازم ہے کہ مومن بھروسا کریں۔"

(سورۃ المجادلۃ:10)

آگے ارشاد ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ ۚ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (١٢)أَأَشْفَقْتُمْ أَن تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ ۚ فَإِذْ لَمْ تَفْعَلُوا وَتَابَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (١٣) "

ترجمہ: ”اے ایمان والو جب تم رسول سے خفیہ بات کرو تو اس پہلے صدقہ پیش کرو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اور زیادہ پاکیزہ ہے پھر اگر تم صدقہ نہ دے پاؤ تو بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے کیا تم اس سے ڈر گئے کہ اپنے خفیہ مشوروں سے پہلے صدقات پیش کرو چنانچہ جب تم نے یہ نہیں کیا اور اللہ نے تم پر مہربانی کی تو اب تم نماز قائم کرو اور زکاۃ دو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے“۔

(سورۃ المجادلۃ:12،13)

ان سے کہا کہ بار بار اس کو پڑھو۔ چنانچہ چند دن کے بعد ان کے دماغ سے منفی سوچ نکل گئی اور وہ اب میرے ساتھ ایک فعال داعی ہیں، اور یہ تقریباً 8، دس سال پہلے کا واقعہ ہے، میں کبھی کبھی ان سے مذاق میں کہتا ہوں کہ بھائی خودکشی کرنے کا ارادہ ہے کیا؟ تو وہ کہتے ہیں کہ بھائی اتنا اچھا میں کام کر رہا ہوں تو مجھے اب خودکشی کرنے کی کیا ضرورت ہے ؟ ان تمام چیزوں سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اگر آپ مثبت سوچیں گے تو

دنیا الگ نظر آئے گی اور اگر آپ منفی سوچیں گے تو دنیا اور الگ نظر آئے گی۔ انسان کے ذہنوں میں منفی سوچ ڈالنے والا شیطان ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہماری اس قسم کے شیطانی حملے سے حفاظت فرمائے۔

7۔ ساتواں حملہ:-"استحواذ": یعنی شیطان کا انسان پر حاوی ہونا

یہ شیطان کا بہت گہرا حملہ ہوتا ہے، کیونکہ اس میں شیطان انسان پر بار بار حملہ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اس پر حاوی ہو جائے تو اس پر اپنی گرفت مضبوط کرلیتا ہے اور اس کو اپنی ٹیم میں شامل کرلیتا ہے۔ اور ایسا انسان انسانیت کے دائرہ سے نکل کر شیطان بن جاتا ہے، اور جہاں جاتا ہے شیطان کے کام خود کرنے لگتا ہے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

"اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ"

ترجمہ: "ان پر شیطان غالب آگیا پھر اس نے انہیں اللہ کی یاد سے غافل کیا یہ شیطان کا گروہ ہے خبر دار بے شک شیطان کا گروہ خسارہ پانے والا ہے۔"

(سورۃ المجادلۃ:19)

اب جب انسان خود شیطان بن جاتا ہے تو انسان شیطان کی ڈیوٹی کرتا ہے اور شیطان آرام سے بیٹھ جاتا ہے، جیسا کہ آج کل یہی ہو رہا ہے کہ مسلمان شرک پھیلا رہے ہیں۔ اور بدعات اور خرافات کو بڑی شدت کے ساتھ منا رہے ہیں۔ اور افسوس اس بات پر کہ وہ مسلم قوم جو لوگوں کو شرک کی گندگی سے نکالنے آئی تھی آج وہ خود شرک کی

ASKISLAMPEDIA GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

دعوت دے رہی ہے۔وہ مسلمان جو لوگوں کو بدعات کے دلدل سے نکالنے آئے تھے آج وہ خود بدعات کی طرف دعوت دے رہے ہیں، وہ مسلمان جو لوگوں کو حرام کاروبار اور حرام چیزوں سے روکنے کے لئے آئے تھے آج وہ خود اس کے اندر پھنسے ہوئے ہیں، وہ مسلمان جو لوگوں کو اخلاق سیکھانے کے لئے آئے تھے آج وہ خود بداخلاقی کے گہرے کنویں میں گرے ہوئے ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان نے مسلمانوں پر قبضہ جمایالیا ہے، اگر مسلمان شیطان کے اس حملے سے بچنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ وہ کثرت سے استغفر اللہ اور اعوذ باللہ پڑھیں۔

8۔آٹھواں حملہ:-:-"اضلال":یعنی گمراہیاں پیدا کرنا:

شیطان کے اس حملے میں بہت ساری نئی نئی گمراہیاں ہوتی ہیں۔جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کے بارے میں فرمایاہے کہ:

"وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ ۚ وَمَن يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّن دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِينًا (١١٩)"

ترجمہ:"اور میں انہیں گمراہ کروں گا اور انہیں امیدیں دلاؤں گا اور میں انہیں حکم دوں گا تو وہ جانوروں کے کان چیریں گے اور میں انہیں حکم دوں گا تو وہ اللہ کی بناوٹ میں ردوبدل کریں گے اور جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنالے تو وہ یقینا کھلے نقصان میں جاپڑا۔"

(سورۃ النساء:119)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کا ایک بیان نقل فرمایا ہے، وہ کہتا ہے کہ: "میں لوگوں کو مختلف طریقوں سے بھٹکاؤں گا، کبھی تمنائیں دلا کر اس طرح کہ ارے ابھی بہت دن باقی ہیں، اطاعت بعد میں کر لیں گے، پہلے دنیا کے مزے لے لیں گے اور کبھی حکم دوں گا کہ وہ اپنے جانوروں کے کانوں میں بالیاں لگائیں گے اور اپنی خلقت کو تبدیل کریں گے۔ اور لوگ اپنے جانوروں کے کانوں میں بالیاں ڈال کر انہیں کسی ولی یا کسی مزار کے نام چھوڑ دیتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خلقت کو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں، مرد عورت بننے کی کوشش کرتا ہے اور عورت مرد بننے کی کوشش کرتی ہے۔ آج کے زمانے میں ہم سب یہ تماشے دیکھ رہے ہیں کہ آج عورت مرد بننا آزاد گھومنا پھرنا چاہ رہی ہے، اس کے کپڑے دن بدن چھوٹے سے چھوٹے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ آج کی ماڈل عورتیں کہتی ہیں ہم مرد کے شانہ بہ شانہ چلنا چاہتے ہیں اور اسی طریقے سے مرد بھی عورت بننا چاہ رہے ہے وہ کانوں میں بالیاں ڈال کر، عورتوں کی طرح میک اپ کرنے لگے ہیں۔ ایک مرتبہ رمضان المبارک کے مہینے میں مجھے ایک سوال آیا تو میں دنگ رہ گیا کہ میں پہلے مرد تھا اب میڈیکل سرجری کرا کے عورت بن چکا ہوں، اور میں اب اسلام قبول کیا ہوں، بتاؤ اب میں کیا کروں؟۔

اسی طریقے سے ایک عورت میڈیل لیول پر مرد بنادی گئی، اس کے بعد وہ کلمہ پڑھنا چاہتی ہے کیونکہ اس کو سکون نہیں مل رہا ہے، اور پہلے شیطانی حرکت کر چکی ہے لیکن اب وہ سکون کی تلاش میں ہے۔ شیطان ایک لیول تک انسان کے ساتھ رہتا ہے بعد میں اس کو چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ ابتدا میں شیطان انسان کو یہ سب چیزیں خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے لیکن جب اس کی حد ختم ہو جاتی ہے تو شیطان اس کو اسی راستہ پر چھوڑ

کر بھاگ جاتا ہے۔ تو انسان اسلام کی طرف پلٹ کر آنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اسی لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کہا کہ:

" إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ "

ترجمہ: ”بے شک شیطان تمھارا دشمن ہے لہذا تم اسے دشمن ہی جانو پس وہ تو اپنے گروہ کو اس لئے بلاتا ہے کہ وہ جہنم والوں میں سے ہو جائیں“

(سورۃ الفاطر:6)

شیطان تمہارے گھات میں لگا ہوا ہے تو تم بھی اس کی گھات میں لگے رہو۔ یعنی ہمیشہ اس سے چوکنا رہو وہ تمہارا دشمن ہے اور تم اس کو دشمن ہی سمجھو۔

9نواں حملہ العدول عن الصراط المستقیم: یعنی صراط مستقیم سے ہٹانا

یہ بہت ہی خطرناک حملہ ہے کیونکہ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور ابلیس کی بحث ہوئی تھی اس وقت اس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے یہ چیز مانگ کر لے لی تھی قرآن مجید کی آیتیں ملاحظہ فرمائیں:

"قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ ۖ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ (١٢) قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَن تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ (١٣) قَالَ أَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ (١٤) قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ (١٥) قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ

(١٦) ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَائِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ (١٧)" (سورة الاعراف :١٧،١٦،١٥.١٤،١٣،١٢)

ان آیات میں اللہ سبحانہ وتعالی اور ابلیس کے بیچ ہوئے مکالمہ کا ذکر ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے شیطان سے کہا کہ اے شیطان تونے آدمؑ کو میرے حکم دینے کے بعد بھی کیوں سجدہ نہیں کیا۔ تو شیطان نے کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں،(جیسا کہ ہم بھی کبھی اپنے ماں باپ کے سامنے سینہ تان کر باتیں کرتے ہیں اور ماں باپ کا حکم آنے کے باوجود پھر بھی الٹی بحث کرتے ہیں، ہمارا یہ رویہ بالکل شیطان ہی کی طرح ہے) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے ابلیس بڑے فخر سے کہہ رہا ہے کہ تونے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے۔(یعنی شیطان کہہ رہاہے کہ یہ میری لاجک (فلسفہ) ہے کہ آگ اوپر جاتی ہے اور مٹی نیچے ہی رہتی ہے سو یہ بڑی حقیر ہوتی ہے بس اسی لاجک (فلسفہ) کی بنا میں سجدہ نہیں کرونگا۔ مگر آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ بیکار کی لاجک (فلسفہ) ہے، جیسا کہ کہا گیا ہے کہ "قاس ابلیس وھو أول من قاس" کہ سب سے پہلے حکم آجانے کے بعد اپنی عقل سے منطق لڑانے والا ابلیس تھا)(تفسیر ابن کثیر)۔ تو اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس سے کہا کہ تو آسمان سے اتر جا کیونکہ تیرے لئے لائق نہیں تھا کہ تو تکبر کرے تو یہاں سے نکل جا بے شک تو ذلیلوں میں سے ہے. پھر شیطان نے اللہ سے قیامت تک مہلت مانگی اور اللہ نے اس کو مہلت دے دی۔ پھر اس کے بعد اس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کہا کہ چونکہ تونے مجھے گمراہ کیا اب میں بھی لوگوں کو گمراہ کرنے کے

لئے تیرے سیدھے راستے پر بیٹھوں گا،۔ مطلب یہ ہے کہ شیطان برے اور دوسرے راستوں پر نہیں بیٹھتا بلکہ وہ صراط مستقیم پر بیٹھتا ہے۔ شیطان 72 گمراہ فرقوں کے راستوں پر نہیں بیٹھتا، بلکہ جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف لے جانے والا سیدھا راستہ ہے وہیں بیٹھ کر سارے انسانوں کو بھٹکاتا پھرتا ہے۔اسی لئے آپ دیکھیں گے جو سیدھے راستے پر ہوتے ہیں یعنی توحید پر ہوتے ہیں وہ آپس میں لڑنے والے اور جھگڑنے والے ہوتے ہیں۔

بعض لوگ ہم سے یہ سوال کرتے ہیں کہ تم صحیح عقیدے پر ہو لیکن تم لوگ آپس میں کیوں لڑرتے ہو تو ہم ان سے کہتے ہیں کہ شیطان تو اسی راستے پر بیٹھ کر ہم کو بھٹکاتا ہے۔اور یہ کوشش کرتا ہے کہ ہم لڑیں جھگڑا کریں اور توحید کی دعوت سے دور رہیں، جو سیدھے راستے پر رہے گا اس کو شیطان اور بھٹکانے کی کوشش کرے گا۔ پھر اس نے کہا کہ میں انسانوں کے سامنے سے پیچھے سے دائیں سے بائیں سے آؤں گا اور انہیں بہکاؤں گا تو اکثر لوگوں کو شکر گذار نہیں پائے گا۔

خلاصہ کلام یہ کہ شیطان نے اللہ سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی طاقت مانگی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو وہ طاقت دے دی ہے لیکن ساتھ ہی شیطان سے کہا کہ میرے نیک بندے تیرے جھانسے میں نہیں آئیں گے۔

10۔دسواں حملہ:-"نزغة اور وسوسه":

(نزغہ :بڑے وسوسے ، وسوسہ : چھوٹے وسوسے)یعنی انسان کے دل میں برے وسوسے

ڈالنا۔

وسوسہ شیطان کے حملوں میں سے ایک اہم حملہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ (٥) مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ (٦)"

ترجمہ: "جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے خواہ وہ جنوں میں ہو یا انسانوں میں"۔

(سورۃ الناس: 144 / 5,6)

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ شیطان لوگوں کے دلوں میں گندے اور برے خیالات ڈالتا رہتا ہے کہ آج کے دن ہم نماز نہیں پڑھیں گے، یا پھر زنا کریں گے، کسی مزار پر جائیں گے، شراب پئیں گے، عیش کریں گے، نیکیوں اور توبہ واستغفار کے لئے کافی عمر باقی ہے۔ اس طرح انسانوں کے دلوں میں شیطان، کبھی عبادات میں، کبھی عقائد میں، کبھی معاملات میں، اور کبھی خلاقیات میں، وسوسے ڈالتا ہے۔

شیطان کے بعض وسوسے اتنے بھیانک ہوتے ہیں کہ انسان ان وسوسوں کو سچ سمجھ کر ان پر یقین کرنے لگتا، جیسے کوئی وضو کیا ہوتا ہے لیکن اس کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ میں وضو نہیں کیا۔ اور کبھی اپنے کسی بھائی کے بارے میں وسوسہ آتا ہے اور وہ اتنا خطرناک ہوتا ہے کہ وہ یقین میں بدل جاتا ہے اب اس کے بعد بھائی بھائی نہیں رہتا بلکہ وہ دشمن بن جاتا ہے۔ اسی طرح آج کل علماء کے خلاف لوگوں کے دلوں میں شیطان نے یہ وسوسہ ڈال دیا کہ سارے علماء دجال ہوتے ہیں۔ بلکہ ایسے لوگ ایک جماعت کی شکل میں ہوتے ہیں ان کے بھی متبعین ہوتے ہیں ان کو دوسروں کے بارے میں بولنا پڑتا

ہے تا کہ ان کے پیر وکار ان سے خوش رہیں، لیکن جب ان سے سوال کیا جاتا ہے کہ بھائی جب علماء غلط ہیں، مسجد کے ذمہ داران غلط ہیں، مسجد کی کمیٹی غلط ہے تو پھر کیا آپ صحیح ہیں ؟اس پر ان کا جواب ہوتا ہے کہ ہم بھی غلط ہیں۔ ہم کہتے ہیں آپ غلط نہیں ہیں بلکہ آپ کا دماغ غلط ہو چکا ہے، آپ پر وسوسہ کی بیماری حاوی ہو چکی ہے۔اس بیماری کا علاج یہ ہے کہ ہم شیطان کے وسوسوں سے اللہ کی پناہ طلب کریں جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (٣٦)

ترجمہ: اور اگر آپ کو شیطان کا وسوسہ ابھارے تو اللہ کی پناہ مانگو بے شک وہ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔"

(سورۃ الأعراف:7/200)

اور اس کا دوسرا علاج یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ناموں کے وسیلے سے پناہ مانگی جائے، جیسے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کہا:

" قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ (١) مَلِكِ النَّاسِ (٢) إِلَٰهِ النَّاسِ (٣) مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ (٤) الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ (٥) مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ (٦)"

ترجمہ: "اے نبی کریم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہہ دیجئے میں انسانوں کے رب کے پناہ میں آتا ہوں، انسانوں کے بادشاہ کی انسانوں کے معبود کی وسوسے ڈالنے والے (اللہ کا ذکر سن کر) پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے، خواہ وہ جنوں میں ہو یا انسانوں میں"۔

(سورۃ الناس)

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے تین نام ذکر کیئے ہیں جن کے ذریعے نبی کریم ﷺ کو پناہ طلب کرنے کی تعلیم دی ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ہمیں ان اور ان جیسے ناموں کے ذریعہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پناہ مانگنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ آخری آیت "مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ" سے ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کبھی کبھی انسان بھی اپنے برے اعمال کے سبب جنات کی طرح شیطان بن جاتا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں ان دونوں کے شر سے حفاظت فرمائے۔

میں آخر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو شیطان کے تمام حملوں سے بچائے اور اس سے مقابلہ کرنے کی ہمت دے اور اسکو ہرا کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

خیر وبرکت حاصل کرنے کے اسلامی طریقے

تمہید

اللہ تبارک و تعالی نے کائنات کی تخلیق کے بعد مخلوقات کی ضرورت کی تمام چیزیں اس میں ودیعت کردیں اور ان میں برکت بھی ڈال دی اور ساتھ ہی انبیاء علیہم السلام کے ذریعے حصولِ برکت کے اسباب وذرائع کی رہنمائی بھی فرمادی۔

خیر وبرکت بنفسہ اک! اسلامی کالفظ ہے۔ اس کے باوجود اس کے حصول کے اسلامی طریقے کی تعیین اس لیے کی گئی کیونکہ آج خاص کر برصغیر یعنی ہندوپاک اور بنگلہ دیش وغیرہ کے مسلمانوں میں خیر وبرکت کے نام پر بہت ساری غلط چیزیں داخل ہوچکی ہیں جن کا قرآن اور صحیح احادیث سے کوئی تعلق نہیں ہے .یہ سب علمائے سوء کی کرامتیں ہیں یہ لوگ خیر وبرکت کے نام پر لوگوں کی غلط رہنمائی کرکے اپنی دکانیں چلا رہے ہیں۔ قرآن اور صحیح احادیث کی من مانی تفسیر کررہے ہیں۔ عربی شاعر نے کہا:

وهل يفسد الدين الا الملوك

و احبار سوء ورهبانها

کہ دین میں خرابی بادشاہ، علمائے سوء اور صوفیوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

خیر وبرکت کا صحیح معنی ومفہوم پیش کرنے کی خاطر اس تحریر کے عنوان میں "اسلامی طریقے" کے الفاظ کا قصداً اضافہ کیا گیا. غلط اور بے بنیاد طریقوں سے برکت حاصل ہونا تو دور کی بات ہے بلکہ اس سے الٹا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا غیظ وغضب نازل ہونے کا امکان ہے ۔یہودیوں کی تباہی کا سب بڑا سبب یہی تھا کہ انہوں نے عبادات کو اللہ تعالیٰ کے بتائے

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

ہوئے طریقے کے مطابق ادا کرنے کے بجائے توڑ مروڑ کر اپنے من مانے طریقوں کا ایجاد کرنے لگے تھے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادات کا مقصد اگر کلیئر Clear نہ ہو بندہ شرک کا شکار ہو سکتا ہے اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت کا طریقہ معلوم نہ ہو تو آپ بدعت کا شکار ہو سکتے۔ اور ہمیں شرک وبدعت دونوں سے بچنے کی کوشش کرنا ہے۔

دو اہم سوالات اور اس کے جوابات

برکت حاصل کرنے کے طریقوں پر گفتگو سے قبل ایک دو عام اشکال کا جواب دینا ضروری ہے۔

پہلا سوال:

1۔ پہلا سوال یہ کہ امریکہ اور یورپ کے لوگوں میں زیادہ خیر وبرکت کیوں نظر آتی ہے ؟ وہاں کے لوگ علم ،مال، صحت ، اور بزنس میں کیوں آگے ہیں؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمتوں کے دروازے انہی پر کیوں کھلے ہوئے ہیں؟ جبکہ وہ اللہ تعالی اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اس معاملے میں مسلمان کیوں پیچھے ہیں۔ علامہ اقبال نے فرمایا:

قہر تو یہ ہے کہ کافر کو ملے حور وقصور

اور بے چارے مسلماں کو فقط وعدہء حور

یہ حقیقت بھی ہے کہ آج ضرورت کی تمام چیزیں امریکہ اور یورپ میں ہے۔ تعلیم و ٹکنالوجی ،سکیوریٹی Security ،ہلتhealth اور میڈیکلmedical میں امریکہ اور یورپ سب سے آگے ہیں۔ آج ہم خود کہتے ہیں کہ ہر جگہ علاج کیا، کہیں کامیاب علاج نہیں ہوا، لیکن جب امریکہ یا یورپ کے فلاں ہاسپٹل گیا تو وہاں میرا کامیاب علاج

ہوا اور مرض مکمل۔

آج دنیا کی معیشت امریکہ کی کرنسی میں ہی چلتی ہے۔ جبکہ مسلم ممالک کی کل تعداد باون ہے، ان میں سے بعض تو بہت ہی مالدار ممالک ہیں، مگر ان میں ایسی ترقی کیوں نہیں ہے؟

پہلا جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ رحمت کے فیصلے اپنی بنائی ہوئی سنت (قانون) کے مطابق کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلُ ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا (٦٢)

" ان سے اگلوں میں بھی اللہ کا یہی دستور جاری رہا۔ اور تو اللہ کے دستور میں ہرگز ردوبدل نہ پائے گا۔

(سورۃ الاحزاب:62/33)

اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں انہی کو دیتا ہے جو محنت و مشقت کرتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ (٣٩) وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ (٤٠)" ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءَ الْأَوْفَىٰ

اور یہ کہ ہر انسان کے لیے صرف وہی ہے جس کی کوشش خود اس نے کی [39] اور یہ کہ بیشک اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی [40] پھر اسے پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

(سورۃ النجم:41-39/53)

اور ہر انسان کو اتنا ہی ملتا ہے جتنی وہ محنت کرتا ہے۔ اور عربی میں ایک مشہور مقولہ ہے کہ "من جد وجد و من زرع حصد" کہ جو محنت کرے گا وہی پائے گا اور جو بیج بوئے وہی کھیتی کاٹے گا۔

مثال کے طور پر اگر کسی زمین پر ایک مسلمان محنت کرے یا غیر مسلم، زمین کھیتی دے گی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رحمت میں تعصب اور partiality نہیں ہے، اس کی رحمت اپنے تمام بندوں کے لیے عام ہے اور اس کیے رحمت بارش اس پر برستی ہے جو محنت کرتا خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔

لیکن آج امت مسلمہ کے دنیوی معاملات درست ہیں اور نہ دینی معاملات صاف ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم ہمارے دینی و دنیوی معاملات دونوں کو درست کریں۔ ان شاء اللہ رحمتِ الٰہی کی ہم پر خوب بارش ہو گی

دوسرا جواب:

اللہ سبحانہ و تعالیٰ بعض اوقات نعمتوں کو بطورِ آزمائش بھی دیتے ہیں۔ تاکہ نافرمان نافرمانی میں اور آگے بڑھے۔ ممکن ہے کہ غیر مسلموں کو حاصل ہونے والی ترقی بطور آزمائش ہو۔

تیسرا جواب:

اللہ تعالی کے نزدیک دنیا کی حقیقت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ یہاں ہر ایک کو دیتا ہے اور اگر کوئی غیر مسلم دنیا میں کوئی بھلائی کرے تو آخرت میں یہ نہ کہے کہ اے اللہ تعالی میں دنیا میں فلاں بھلائی کی اور تو نے مجھے کچھ نہیں دیا لہذا اس کا بدلہ مجھے اب آخرت میں دے۔ جبکہ آخرت کا انعام واکرام مومنوں کے ساتھ خاص ہے

۔اللہ تعالی دنیا میں ہی کافروں کو ان کا بدلہ دے دیتا ہے۔

2۔دوسرا سوال:

یہ کہ اللہ تعالیٰ سورۃ الذاریات میں فرماتے ہیں: " وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (56)"میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ وہ میری ہی عبادت کریں۔ (سورۃ الذاریات:56/51)

کیا ہماری زندگی کا مقصد صرف عبادت ہی ہے اور دوسرے کام کاروبار اور دیگر مصروفیات اہم نہیں ہیں؟ اگر ہم صرف عبادت کرتے بیٹھ جائیں گے تو ترقی Development کیونکر ہو گی۔ دنیا میں ترقی اور سائنس پر ریسرچ کب کریں گے، اسکول اور کالج کب جائیں گے؟

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام میں عبادت کا معنی بہت وسیع ہے ہر وہ کام جس سے اللہ خوش ہو جائے وہ عبادت کہلاتا ہے ہر کام کے پیچھے اگر یہ نیت رہی کہ اس کام سے اللہ تعالی خوش ہو جائے تو ہماری ریسرچ کالج اور اسکول جانا کاروبار کرنا حتی کہ بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالنا بھی عبادت ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

" إِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ، إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا، حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیشک تو جو کچھ خرچ کرے اور اس سے تیری نیت اللہ کی رضا حاصل کرنی ہو تو تجھ کو اس کا ثواب ملے گا۔ یہاں تک کہ اس پر بھی جو تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے۔

(الراوي: سعد بن ابي وقاص|المصدر: صحيح البخاري)

علامہ ابن تیمیہؒ نے "العبودیۃ" نامی ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے عبادت کے وسیع مفہوم کو واضح کیا ہے۔

ہماری پوری زندگی عبادت بن سکتی ہے مثلاجب آپ کا بچہ اسکول جاتا ہے تو اس سے کہیں کہ بیٹا تم اسکول جارہے ہو تعلیم حاصل کرنا بھی ایک عبادت ہے تم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کرنے جارہے ہو تم اسکول میں اللہ کی نافرمانی نہ کرنا اور اس تعلیم سے اسلام اور مسلمانوں کی مدد کرنا، اسی طرح اگر کوئی آدمی آفس جارہا ہے تو یہ سوچے کہ میں اپنی محنت سے حلال کمائی کماؤں گا۔ تاکہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچ سکوں، غریبوں کی مدد کروں، اور مال کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں لٹاسکوں تو اس آدمی کا آفس جانا بھی عبادت ہے۔

آج ہماری زندگی کا 70 فیصد حصہ کمانے یا کمانے سے متعلق ہنر سیکھنے اور صلاحیت بنانے کے پیچھے صرف ہوتا ہے، ہم زندگی کا یہ 70 فیصد حصہ محض حسنِ نیت کے ذریعہ عبادت بناسکتے ہیں کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ ارشاد فرمادیا ہے ہے کہ:

"«إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ"

تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

(الراوی: عمر بن الخطاب المحدث: البخاری المصدر: الجامع الصحیح رقم الحدیث: 1 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

آدمی کی نیت یہ ہو کہ میں حلال طریقے سے رزق کماؤں گا اور حرام سے اپنے

آپ کو بچاؤں گا، جھوٹ نہیں بولوں گا، پوری امانت داری کے ساتھ اپنا کام کروں گا۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کروں گا تو اس کی ساری زندگی عبادت ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ۔ اسلام میں عبادت کا مطلب صرف نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا نہیں ہے، اسلام کا تصورِ عبادت اور Concept ترقی کی راہ میں روکاوٹ ہے نہ خیر وبرکت کے حصول میں مانع ہے۔

خیر وبرکت حاصل کرنے کے اسلامی طریقے:

اسلام میں خیر وبرکت حاصل کرنے کے بہترین طریقے ہیں زیرِ نظر تحریر میں آپ کے سامنے قرآن وحدیث کی روشنی میں بعض ایسے طریقے ذکر کیے جارہے ہیں جن میں سے بعض کا تعلق اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور بندے کے درمیان نیت اور کیفیت سے ہے۔ بعض کا تعلق حقوق اللہ سے ہے اور بعض کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔

1۔ پہلا طریقہ: استغفار

استغفار ایک ایسا ذکر ہے جس کو اپنانے سے انسان پر برکتوں کا نزول ہوتا ہے اور مصیبتوں کے بادل چھٹ جاتے ہیں۔ اس کی مثال گاڑی کے انجن کی طرح ہے، جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو اس میں سے آوازیں زیادہ آنے لگتی ہیں تو آپ اس کو Mechanic کے پاس لے جاتے ہیں، میکانک Mechanic اس میں تیل Oil ڈال کر تھوڑا بہت کام کرتا ہے تو انجن اچھے طریقے سے چلنے لگتا ہے، اسی طرح جب زندگی میں مسائل اور تکالیف زیادہ ہونے لگیں تو آپ ان مسائل کی آواز کو ختم کرنے کے لئے "استغفر اللہ" کا

ورد کثرت سے کریں یہ آپ کی زندگی سے سارے مسائل اور تکالیف کو ختم کردے گا۔
اللہ تعالی نے سورۃ نوح کے اندر فرمایا:

" فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا (١٠) يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا (١١) وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَارًا (١٢)"

اور میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ(اور معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے ولا ہے۔ وہ تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا[11] اور تمہیں خوب پے در پے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہیں باغات دے گا اور تمہارے لیے نہریں نکال دے گا۔

(سورۃ نوح:12-71/10)

قوم نوح نے نوح علیہ السلام سے تنگی اور قحط سالی کی شکایت کی نوح علیہ السلام نے کہا استغفار کرو اللہ تعالیٰ آسمان سے فائدہ مند بارش برسائے گا تمہاری اولاد مال میں برکت دے گا تمہارے لئے باغات بنائے گا اور نہریں جاری کرے گا۔

واقعی استغفار کے کافی فوائد ہیں۔ ایک مرتبہ ایک جگہ بوریل کھودا جارہا تھا لیکن کافی کوششوں کے باوجود اس جگہ سے پانی نہیں نکلا، ان لوگوں نے مشورتا راقم السطور سے رابطہ کیا کہ شیخ ہم بوریل کھودرہے ہیں لیکن پانی نہیں نکل رہاہے تو میں نے ان پوچھا کیا آپ نے "استغفر اللہ" پڑھا؟ انھوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا فوراً "استغفر اللہ" کاورد کرنا شروع کیجئے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن مجید میں کہتے ہیں کہ "استغفر اللہ" کہنے سے اللہ تعالیٰ پانی کا انتظام کرتے ہیں تو وہاں پر موجود سب نے

"استغفر اللہ " کہنا شروع کیا، ابھی دو منٹ بھی نہیں گذرے تھے کہ مجھے دوبارہ فون آیا کہ شیخ زمین سے پانی نکل آیا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رکی ہوئی رحمتوں کا دروازہ وا کرنے اور زندگی کو آسان بنانے کے لئے ہمیں کثرت سے استغفار کرنا چاہئے۔

2۔ دوسرا طریقہ: صبح سویرے رزق کی تلاش میں نکلنا:

صبح کا وقت بڑا اہم ہوتا ہے ہمیں فجر کے بعد سونے کے بجائے کچھ سرگرمیوں میں مصروف ہونا چاہیے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے صبح سویرے کام کرنے والے کے لئے برکت کی دعا دی ہے حضرت صخر الغامدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«اللَّهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا» . وَكَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً أَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ «وَكَانَ صَخْرٌ رَجُلًا تَاجِرًا، وَكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهُ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ فَأَثْرَى وَكَثُرَ مَالُهُ»

اے اللہ میری امت کے لئے صبح میں برکت دے اور آپ ﷺ کوئی سریہ یا لشکر دن کے ابتدائی حصہ میں بھیجتے تھے اور صخر ایک تاجر تھے وہ اپنی تجارت دن کے ابتدائی حصہ میں شروع کرتے تھے تو وہ مالدار ہو گئے اور ان کا مال بہت زیادہ ہو گیا

(الراوی: صخر الغامدی المحدث : ابوداؤد المصدر : سنن ابی داؤد رقم الحدیث :2606 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ شیخ میرے کاروبار میں خیر وبرکت نہیں ہو رہی ہے۔ کاروبار نہیں بڑھ رہا ہے تو میں نے ایک سوال کیا کہ آپ دوکان کب کھولتے ہو انھوں نے کہا کہ میں 10 بجے کے بعد کھولتا ہوں کیونکہ حیدرآبادی گاہک دس بجے سے پہلے نہیں آتا ۔ میں نے پھر پوچھا: آپ دس بجے تک کیا کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا میں دس بجے تک سو جاتا ہوں ۔ اس کے بعد میں نے ان سے کہا کہ آپ صبح کا قیمتی وقت برباد مت کیجئے ۔ آپ صبح کوئی کام جیسے اخبار ڈالنا یا دودھ وغیرہ کا کاروبار کیجئے۔ اس کاروبار کے بدلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کے بڑے کاروبار میں برکت عطا کرے گا، یا پھر آپ دکان جلد بند کیجئے اور اپنے دن بھر کے کاروبار کا حساب رات میں کرنے کے بجائے صبح جلد دکان کھول کر کیجئے ان شاء اللہ صبح میں کام کرنے کی وجہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کے کاروبار میں برکت دے گا۔ اور نبی اکرم ﷺ کی دعا آپ کو نصیب ہو گی۔

میری بات سن کر وہ میرے مشورہ پر عمل کرنے لگے تو تھوڑے دن کے بعد انہوں نے پھر مجھے فون کرکے بتایا کہ ان کا کاروبار اتنا بڑھ گیا ہے کہ دوکان کافی نہیں ہو رہی ہے ۔ تو میں نے ان سے ازراہ مذاق پوچھا گویا آپ اپنے کاروبار کو زم زم کہنا چاہ رہے ہیں؟

ہمیں اسلامی تڑپ پیدا کرنا پڑے گا تب جاکر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت بھی جوش میں آئے گی اگر آپ دین کے تئیں اپنے اندر حرکت اور تڑپ پیدا کریں گے تو تو جس طرح ریگستان میں زم زم کا کنواں پیدا ہوا جس کا پانی قیامت تک سوکھنے والا نہیں ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ہم پر رحمتوں کی ایسی بارش کرے گا جو قیامت تک ختم نہیں ہو گی۔ ان شاء اللہ۔

3۔ تیسر طریقہ: اجتناب المعاصی (گناہوں سے اجتناب)

آج دنیا گناہوں سے بھر چکی ہے ایسے میں ہمیں اپنے دامن کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچائے رکھنا چاہئے۔کیونکہ لوگوں پر آنے والی مصیبتیں عموماً ان کی نافرمانیوں کے نتیجے میں آتی ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

" ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (٤١)

"خشکی اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا۔اس لئے کہ انہیں ان کے بعض کرتوتوں کا پھل اللہ تعالیٰ چکھادے(بہت) ممکن ہے کہ وہ باز آجائیں۔

(سورۃالروم:30/41)

مثال کے طور پر اگر آپ نے بڑی محنت سے صحیح اور مناسب چیزوں کا استعمال کرکے بریانی تیار کئے۔اس کے بعد جب آپ اسے چکھیں گے تو آپ کو اس کا مزہ اورذائقہ اچھا لگے۔اس کو کھانے سے آپ کو خوشی ملے گی۔ لیکن اگر آپ نے غلط چیزوں کا استعمال کرتے ہوئے سستی اور کاہلی کے ساتھ کوئی چیز بنائیں گے تو آپ کو اس کا ذائقہ اچھا لگے گا اور نہ آپ کے من کو وہ چیز پسند آئے گی۔اسی طرح اگر تم زمین پر اچھائیاں اور نیکیاں کروگے تو آپ کو اچھا بدلہ ملے گا اس کے مقابلے میں برائیاں کروگے تو اس کی کڑواہٹ کا مزہ موت سے پہلے ضرور تمہیں چکنا پڑے گا۔ کیونکہ انسان وہی کاٹتا ہے جو وہ بوتا ہے۔

آج لوگ گلوبل ورننگ Globle Warning کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں

یعنی دنیا کو تباہی سے کیسے بچایا جائے؟ اور بعض لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ ہم اپنے آپ کو تباہی سے بچالیں گے لیکن ساری کائنات کو تباہ ہونے سے کس طرح بچایا جاسکتا ہے؟

میں نے ان سے کہا کہ آپ کی دعا سارے عالم کو تباہی سے بچاسکتی ہے، کیونکہ امت مسلمہ کی دعا میں بہت پاور اور طاقت ہے۔ اسی طرح اگر ہم اپنے آپکو گناہوں سے بچائیں گے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ زمین اور آسمان کو تباہ ہونے سے محفوظ رکھے گا۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

" لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ: اللهُ، اللهُ "

قیامت اس وقت قائم ہوگی جب اس ساری زمین پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا نام لینے والا یا" اللہ اللہ " کہنے والا کوئی باقی نہیں رہے گا۔

(الراوی : انس بن مالک رضی اللہ عنہ المحدث : مسلم المصدر: صحیح مسلم رقم الحدیث :234 خلاصۃ حکم الحدیث)

ہمارے طلب علمی کے زمانے میں ہم نے ہمارے استاذ سے سوال کیا تھا کہ شیخ کیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس عظیم دنیا کو جس میں اتنے حسین قدرتی مناظر، خوبصورت سورج وچاند اور تاروں کے جھرمٹ، اور شاندار محلات، بلڈنگس buildingsوغیرہ کو تباہ وتاراج کردے گا؟

اس پر ہمارے استاذ نے بڑا شاندار جواب دیا انہوں نے کہا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اس کائنات کی خوبصورتی حسین مناظر، عظیم عمارتیں پسند نہیں ہیں اس کو تو صرف اس کائنات میں ایک ہی چیز پسند ہے اور بندہ مومن کا دل ہے جس میں کلمہ توحید "لا الہ الا اللہ " بسا ہوتا ہے۔۔

ہمارے "لا الہ الا اللہ" کی وجہ سے کائنات باقی ہے۔ اگر ہم "لا الہ الا اللہ" کی قدر نہیں کریں گے، اپنے بچوں کو توحید کی تعلیم نہیں دیں گے، اللہ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اطاعت نہیں کریں گے، شرک وبدعت سے اجتناب نہیں کریں گے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس دنیا کو تباہ وبرباد کردے گا۔ کیونکہ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کو سب سے پسندیدہ چیز مومن کا "لا الہ الا اللہ" کہنا ہے۔

4۔ چوتھا طریقہ: توکل (یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر کماحقہ بھروسہ کرنا)

انسان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیئے۔ اور یہ اللہ کی مدد اور نصرت حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے:

"وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ"

اور جو اللہ پر توکل کرے گا پس اللہ اس کے لئے کافی ہو جائے گا۔

(سورۃ الطلاق:3/65)

لیکن آج ہمارا معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے جب ہم کسی کام کو انجام دینے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم تعلقات، پیسوں، اور ہماری صلاحیتوں پر تکیہ کرتے ہیں نعوذ باللہ۔

آج ہم دنیوی اعتبار سے تو پیچھے ہیں، دینی امور میں بھی اللہ پر توکل کے بجائے تذبذب کا شکار رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری جتنی چادر اتنا پیر پھیلانا چاہیئے۔ یہ ایک محاورہ ہے قرآن وحدیث کا نص نہیں ہے۔ یہ محاورہ دنیوی کاموں پر صادق آسکتا ہے لیکن دینی کاموں پر صادق نہیں آتا۔ کیونکہ ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کام کررہے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے کوئی حدیں Limitation ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی چادر چھوٹی نہیں ہے

۔اگر ہم اللہ پر کامل یقین اور مکمل بھروسہ کے ساتھ کام کریں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے ساتھ ہو گی۔

اللہ تعالی پر توکل کے ساتھ منصوبہ بندی ضروری ہے:

اللہ تعالی پر توکل کے ساتھ پری پلاننگ preplanning اور لائحہ عمل تیار کرنا بہت ضروری ہے۔کیونکہ ایک صحابی نے نبی کویم ﷺ کو پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا میں اونٹ کو باندھ کر اللہ پر بھروسہ کروں یا اسے آزاد چھوڑ کر اللہ پر بھروسہ کروں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: «اعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ» پہلے اونٹ کو باندھو پھر اللہ پر بھروسہ کرو

(الراوی :انس بن مالک رضی اللہ عنہ المحدث : الترمذی المصدر : سنن الترمذی رقم الحدیث:2517 خلاصۃ حکم الحدیث: حسن)

آپ ﷺ نے ایک اور حدیث فرمایا:

" لَوْ أَنَّكُمْ تَوَكَّلْتُمْ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا"

اگر تم اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ایسا بھروسہ کروگے جیسا توکل کرنے کا حق ہے۔وہ تمھیں ایسے رزق دے گا جیسے پرندوں کو دیتا ہے۔وہ صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام بھرے پیٹ واپس آتے ہیں

(الراوی : عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ المحدث ابن ماجۃ المصدر : سنن ابن ماجۃ رقم الحدیث:3377 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

حدیث سے مستنبط مسائل

1) کام کی ابتداء صبح سے کرنا چاہئے۔ جیسا کہ پرندے صبح سویرے گھونسلے سے نکلتے ہیں۔

2) کام کے لئے محنت اور جد وجہد ضروری ہے. جیسا کہ پرندے گھونسلے میں "اللہ اللہ" کرتے نہیں بیٹھتے بلکہ رزق کی تلاش میں باہر نکلتے ہیں۔

3) بڑے کام کے لئے بڑا رسک لیناہو گا. کیونکہ پرندے اپنے انڈے اور بچوں کی پرواہ کئے بغیر رزق کی تلاش میں نکلتے ہیں. انگریزی میں ایک جملہ بہت مشہور ہے High calculative risk High calculative gain, low risk low gain, No risk no gain. یعنی اگر آپ بڑا رسک لیں گے تو Profit بھی بڑا ملے گا، اور اگر آپ کم رِسک لیں گے تو Profit بھی کم ملے گا، اور اگر آپ رسک ہی نہیں لیں گے تو آپ کو کچھ Profit نہیں ملے گا۔

4) کام کے لئے مضبوط منصوبہ بندی ضروری ہو گا۔

اگر ہم پرندوں کی طرح کام کریں گے تو کامیابی وکامرانی ہمارا مقدر رہے گی ۔ ہمارے صحن میں خیر وبرکت کے اتنے چشمے پھوٹیں گے کہ ہمیں زم زم کہنا پڑے گا۔ ان شاء اللہ۔

بعض مسلمان سوال کرتے ہیں کہ بڑی بڑی کمپنیاں، کاروبار، عہدے اور مناصب سبھی اکثر غیر مسلموں کو نصیب ہوتے ہیں؟ یہ لوگ انہیں کیسے manage کرتے ہیں حالانکہ وہ کافر ہیں جبکہ مسلمان ہر میدان میں پچھڑے ہوے اور پسماندہ ہیں حالانکہ یہ اللہ کو ماننے والے ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمان اللہ کے بھروسے پر کاروبار تو کرتے ہیں لیکن صحیح منصوبہ بندی اور پلاننگ کرنے میں فیل ہوتے ہیں، سب کچھ اللہ کے حوالے کر کے بیٹھ جاتے ہیں نہ محنت کرتے ہیں اور نہ ظاہری اسباب کو اپناتے ہیں جس کی وجہ سے عام طور پر ناکامی انہیں نصیب ہوتی ہے۔

ہر ایک کے کام کی ذمے داریاں طے ہونی چاہیے،Job Description واضح ہونا چاہیے کہ کون کیا کرے اور کس کی کیا ذمہ داری ہو یہ ساری چیزیں ضبطِ تحریر میں لانے سے زمینی طور پر کام کرنا بہت آسان ہوتا ہے اللہ تعالی نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ

اے ایمان والو! جب تم آپس میں ایک دوسرے سے میعاد مقرر پر قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔

(سورۃ البقرۃ:2/282)

5۔پانچواں طریقہ: تقوی

تقویٰ کا مطلب اپنے آپ کو گناہوں اور نافرمانیوں سے بچانا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانیاں چار راستوں سے ہوسکتی ہے۔1۔ شرک ۔2۔ بدعت ۔3۔ حرام ۔4۔ اور فضول کام۔ ہمیں عقیدے میں شرک سے، عبادت میں بدعت سے معاملات میں حرام سے، زندگی کے تمام شعبوں میں فضول کاموں سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔

اللہ تعالی نے تقوی کا حکم اگلی پچھلی ساری امتوں کو دیا جیسا کہ اللہ تعالی نے

فرمایا:

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللَّهَ

اور واقعی ہم نے ان لوگوں کو جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے تھے اور تم کو بھی یہی حکم کیا ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔

(سورۃ النساء:4/131)

تقویٰ کا ایک اہم فائدہ

اہل تقویٰ کے لئے اللہ تعالی رزق کے دروازے کھول دیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا (٢) وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ "

اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے [2]اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو۔

(سورۃ الطلاق:3-2/65)

جو بندہ تقویٰ کی زندگی اختیار کرتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو ہر قسم کی پریشانیوں سے بچنے کا راستہ نکال دیتا ہے۔ لفظ "مَخْرَجً" کا مطلب ایسا راستہ جس کی کوئی انتہاء نہیں ہے۔ اور پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو ایسی جگہ سے رزق دیں گے وہ اس کے

بارے میں گمان بھی نہیں کر سکتا۔

6۔ چھٹا طریقہ: بکثرت عبادت کرنا:

عبادت کا مطلب ہے ہر وہ کام جس سے اللہ تعالی خوش ہو جیسے روزہ رکھنا نماز پڑھنا زکوۃ دینا حج کرنا قربانی دینا دعا کرنا وغیرہ۔

نماز سے اللہ تعالی کی مدد حاصل ہوتی ہے

ہمیں پنج وقتہ نمازوں کی پابندی کرنا ہے اور فرصت کے اوقات میں نفل نمازوں کا اہتمام کرنا چاہیے اس سے اللہ تعالی کی مدد اور تائید حاصل ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ

اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو۔

(سورۃ البقرۃ:2/153)

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

دعا خیر وبرکت کا ذریعہ ہے:

نماز کی طرح ہمیں دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے۔ دعا اللہ تعالی کی پسندیدہ عبادت ہے اور یہ ساری عبادتوں کا خلاصہ ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

" الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ "

دعا ہی عبادت ہے۔

(الراوی: النعمان بن بشیر المحدث: ابو داؤد المصدر: سنن ابی داؤد رقم الحدیث: 1479

خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

موسیؑ جب فرعون کے چنگل سے نکل کر دوسرے شہر آئے تو انھوں نے یہ دعا کی تھی:

" رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ"

اے پروردگار! تو جو کچھ بھلائی میری طرف اتارے میں اس کا محتاج ہوں۔

(سورۃ القصص:28/24)

موسی علیہ السلام کے پاس دعا سے قبل کچھ نہیں تھا کھانا پانی ٹھکانہ اور نہ اجنبی سرزمین میں کوئی مددگار لیکن اس دعا کی برکت سے اللہ تعالی نے ان کے لئے کھانے ٹھکانے وغیرہ کا انتظام کر دیا یہاں تک کہ ان کی شادی بھی ہوگئی۔ آج ہم اللہ تعالی سے نہیں مانگ رہے ہیں جس کی وجہ سے ہم اورلوگوں سے پیچھے نظر آرہے ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ پہلے ہم اچھے طریقے سے کما لیں گے بعد میں عبادت کریں گے۔ یہ بالکل غلط سوچ ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتے ہیں:

"يَا ابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى وَأَسُدَّ فَقْرَكَ وَإِلَّا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَيْكَ شُغْلًا وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ"

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ سبحانہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے بندے میری عبادت کے لئے وقت نکالا کر تیرے سینے کو تونگری (مالداری) سے بھر دوں گا اور تیری فقیری کو ختم کر دوں گا۔ اگر تو وقت نہیں نکالے گا تو "میں تیرے ہاتھوں کو مشغول کر دوں گا اور تیری فقیری دور نہیں کروں گا۔

(الراوی ابو ھریرۃ المحدث: ابن ماجہ المصدر: سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 4107 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

ہماری زندگی مکمل عبادت ہے دنیا وآخرت کی کامیابی اسی میں پوشیدہ ہے م، اگر عبادت سے روگردانی کریں گے تو ہماری زندگی میں فقیری اور تنگ دستی آئے گی اور اللہ تعالی ہمیں بیکار سرگرمیوں Activities میں مشغول کردے گا۔

بسا اوقات لوگوں کو جب یہ کہا جاتا ہے کہ نماز کا وقت ہو چکا ہے نماز ادا کرو تو وہ جواب میں کہتے ہیں مجھے بہت کام ہے اور نماز کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہے۔ یہ دراصل اللہ تعالی کی طرف سے ایک عذاب ہے جو انہیں اللہ تعالی سے دور ہونے کی وجہ سے مل رہا ہے۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جنت کو پانے کے لئے ترکِ دنیا کرنا پڑے گا اور سب کچھ چھوڑ کر مسجد کو لازم پکڑنا ہو گا، یہ بالکل غلط سوچ ہے۔ کیونکہ عشرہ مبشرہ (وہ صحابہ جنہیں دنیا میں ہی جنت کی بشارت دی گئی) کی زندگی کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے وہ دین اور دنیا دونوں میں آگے تھے۔ خلفائے راشدین میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دن دینی تعلیم حاصل کرتے اور ایک دن تجارت کرتے تھے آپ بہترین اور کامیاب تاجر تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ بہترین تاجر تھے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بہت ہی بڑے مالدار تاجر تھے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی مدینہ کے سب سے بڑے تاجر تھے۔

اسلام نے فقر وفاقہ کو ناپسند کیا ہے۔ البتہ اسلام کی نظر میں مسکین رہنا ایک اچھی چیز ہے، مسکین کا مطلب ہے کہ ہمارے پاس مال ہو لیکن کم ہو۔ اور فقر کا مطلب یہ

ہے کہ آدمی محتاج ہو جائے اور مانگنے پر مجبور ہو جائے۔ تاریخ اسلام میں فقیر کے لقب سے کوئی شخصیت مشہور نہیں ہے البتہ غنی کے لقب سے عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ مشہور ہیں۔ اور بعض لوگ نام نہاد اولیاء کا لقب فقیر رکھ کر بے چارے بھولے بھالے لوگوں کو فقیر بنادیتے ہیں۔

بعض نوجوانوں کا خیال ہے کہ صحیح اور حلال طریقہ کو اپنانے سے دنیا میں ترقی نہیں ملتی۔ دنیا میں ترقی کے لئے غلط طریقہ کو اپنانا ضروری ہے ۔ یہ بالکل غلط سوچ ہے کیونکہ غلط راستوں پر چلنے سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد نہیں آتی ہے۔ ہم سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بندے ہیں ہم وہی کریں گے جن کے کرنے کا اللہ تعالی نے ہمیں حکم دیا۔

حج وعمرہ سے فقر وفاقہ دور ہوتا ہے:

عبادات میں سے ایک اہم عبادت حج وعمرہ بھی ہے جس سے آج بہت سارے لوگ غفلت کا شکار ہیں اور استطاعت کے باوجود حج اور عمرہ نہیں کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہاں تک کہہ دیا کہ میں ان مسلمانوں کا نام غیر مسلموں کے رجسٹر میں داخل کر دوں گا جو استطاعت کے باوجود بھی حج نہیں کرتے ۔ حج سے زندگی میں خیر وبرکت نازل ہوتی ہے اور فقر وفاقہ دور ہوتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ"

"بار بار (نفل) حج اور عمرہ کرتے رہو کیونکہ یہ دونوں چیزیں فقر وفاقہ اور گناہوں ایسے ہی دور کرتے ہیں جیسے بھٹی تپا کر لوہے کے زنگ کو دور کرتی

ہے"۔

(الراوی : عبداللہ بن مسعودالمحدث : النسائی المصدر :سنن النسائی رقم الحدیث :2630خلاصۃ حکم الحدیث:حسن)

7۔ساتواں طریقہ:صدقہ وخیرات کرنا

اللہ تعالی ہمیں جو مال دیاہے اس میں دوسروں کا بھی حصہ ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے مال میں سے رشتے داروں،طالب علموں اور معاشرے کے کمزور لوگوں پر بھی خرچ کریں کیونکہ اللہ ان لوگوں کی وجہ سے ہماری مدد کرتاہے جیساکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"هَلْ تُنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ إِلا بِضُعَفَائِكُمْ"

تمہارے کمزوروں کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیاجاتا ہے۔

(الراوی:مصعب بن سعد المحدث:البخاری المصدر:الجامع الصحیح رقم الحدیث:2896 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

آپ اپنے خاندان میں ایک چھوٹاسا بیت المال بنایئے گھر کے کسی کونے میں ایک ڈبہ نصب کیجئے اور اپنے خاندان کے مالداروں سے کہئے کہ وہ ہر مہینہ اس ڈبے میں کچھ پیسے ڈالیں تاکہ اگر خاندان میں کسی کو قرض کی ضرورت ہو تو اس سے اس کی مدد کی جائے اور اگر کوئی بیمار ہوجائے اور اس کے پاس پیسے نہ ہوں تو اس سے اس کا علاج کیاجائے۔اگر آپ ایسا کریں گے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کے کاموں میں ترقی دے گا۔

8۔ آٹھواں طریقہ: شکر بجالانا:

اللہ تعالی نے ہمیں اتنی نعمتوں سے نوازا ہے جن کا ہم احاطہ نہیں کر سکتے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَحِيمٌور

اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو تم اسے نہیں کر سکتے۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

(سورۃ النحل:14/16)

ہم پر لازم ہے کہ اللہ تعالی کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کریں اور اسی طرح وہ لوگ جن کا ہم پر احسان ہے ان کا بھی شکر ادا کریں اس سے ہماری نعمتوں میں اضافہ ہو گا جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

" وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۖ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ (٧)"

اور جب تمھارے رب نے صاف اعلان کر دیا کہ بے شک اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور ہی تمھیں زیادہ دوں گا اور بے شک اگر تم ناشکری کرو گے تو بلاشبہ میرا عذاب یقیناً بہت سخت ہے۔

(سورۃ ابراھیم:7/14)

9۔ نواں طریقہ: کتاب وسنت کا نفاذ:

ہم زندگی کے ہر شعبے میں شادی بیاہ، خاندانی معاملات، خواتین کی محفل، مردوں کی

محفل، آفس ، اسکول، کالجس وغیرہ میں جہاں تک ہو سکتی کتاب وسنت کو نافذ کریں۔ کوئی یہ نہ کہے کہ میں گھر کا میں بڑا ہوں اس گھر میں میری ہی چلے گی۔

کتاب وسنت کے قیام سے اللہ کی برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِم مِّن رَّبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِم ۚ مِّنْهُمْ أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ (٦٦) "

اور اگر یہ لوگ توارت وانجیل اور ان کی جانب جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل فرمایا گیا ہے، ان کے پورے پابند رہتے تو یہ لوگ اپنے اوپر سے اور نیچے سے روزیاں پاتے اور کھاتے، ایک جماعت تو ان میں سے درمیانہ روش کی ہے، باقی ان میں سے بہت سے لوگوں کے برے اعمال ہیں۔

(سورۃ المائدۃ:5/66)

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

کتاب وسنت کے قیام سے اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران نے فرمایا:

"وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (١٣٢)"

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

(سورۃ آل عمران:3/132)

ہماری زندگی جتنی کتاب وسنت سے قریب ہوگی اتنی ہی رحمت الٰہی ہمارے شامل حال رہے گی اور زندگی جتنی کتاب وسنت سے دوری ہوگی اتنی ہی زیادہ نحوست

ہماری زندگیوں میں در آئے گی۔

کتاب وسنت کا غلبہ زندگی کے ہر میدان میں ہونا چاہیئے۔ آج امت مسلمہ کی تعداد 1.7 بلین ہے لیکن یہ امت کتاب وسنت کو چھوڑ کر اماموں، پیروں، اولیاء کے بتلائے ہوئے طریقوں کے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ذلت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین صرف 90 سال کے اندر آدھی دنیا پر قابض ہوگئے اور اسلامی حکومت ایشاء، افریقہ، اور یورپ کے ایک بڑے حصہ تک پھیل چکی تھی۔ آج کے حساب سے پچاس سے زائد ممالک مسلمانوں کے قبضے میں تھے۔ مسلمانوں کی ترقی کی اہم وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنی حکومت اور زندگی کے ہر شعبے میں کتاب وسنت کو نافذ کیا ہوا تھا۔

عرب قوم دیگر قوموں کی بنسبت ترقی میں بہت پیچھے تھی ابھی کچھ سالوں سے ان کے پاس علم ٹکنالوجی اور حکومت چلانے کے لئے بہت سارے پلانز plans اور cultures آئے، جیسے کمیونزم communism، سوشلزم socialism، کیپٹل ازم capitalism، وغیرہ۔ خود عجمی مسلمان ان کے تعلق سے کہتے تھے کہ یہ دیوانے لوگ صرف توحید کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں انہیں حکومت کی فکر ہے اور نہ ترقی کا خیال ہے۔ لیکن یہ لوگ اپنے اصولوں پر ڈٹے رہے کیونکہ جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حقوق ادا نہیں کرتا وہ دیگر مخلوقات کے حقوق کیسے ادا کرے گا، جو شرک کرتا ہے وہ دنیا کا ہر جرم کرسکتا ہے۔ اہل عرب نے عقیدے کو بڑی سختی سے اپنایا اور کتاب وسنت کو اپنا دستور بنایا۔ جب اقوام متحدہ میں دنیا کے تمام ممالک والوں نے اپنا اپنا قانون پیش کیا تو

سعودی عرب نے قرآن مجید کو اپنا دستور اور قانون بنا کر پیش کیا۔ انہی چیزوں کی وجہ سے اللہ تعالی نے اس صحراء سے زم زم کی طرح پٹرول بھی نکالا اور انہیں اتنی ترقی دی کہ ساری دنیا ان کی محتاج ہو گئی۔

آخر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں مکمل طور پر اسلام پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

سنن اور نوافل کے اہتمام سے زندگی میں آسانیاں

تمہید

عبادت ایک ایسا جامع لفظ ہے جو تمام واجبات، مستحبات اور سنن ونوافل پر محیط ہے، صحابہ وتابعین اور تمام سلفِ صالحین کا یہ شیوہ رہا کہ وہ عبادات کی ہر قسم اور ہر شکل کو غنیمت سمجھتے، اور انہیں بجالانے کی بھرپور کوشش کرتے، ہر وہ عمل جس سے رب کی رضامندی اور خوشنودی حاصل ہوتی ہے خواہ وہ حکماً واجب ہو یا مستحب، وہ اس کی انجام دہی کی راہ میں جہد وسعی کی ساری پونجی صرف کر دیتے، مگر اس کے برعکس آج ہماری سوچ اور فکر میں کافی بدلاؤ آگیا ہے، ہم فرائض کے اہتمام کو کافی سمجھتے ہیں اور سنن ونوافل سے مکمل طور پر لاپرواہ اور غافل ہوگئے ہیں کہ ترکِ نوافل پر کوئی گناہ یا مؤاخذہ نہیں۔ ہماری اس سوچ نے ہمیں بہت سارے فوائد سے محروم کر دیا ہے۔ یہ سوچ بے شمار اجر وثواب کے ضیاع کا سبب بن رہی ہے۔ حالانکہ سنن ونوافل کے اہتمام سے زندگی میں آسانیاں پیدا ہوتی ہیں اور مصائب ومشکلات کے بادل چھٹ جاتے ہیں۔

یہاں زندگی سے دنیوی اور اخروی دونوں زندگی مراد ہے کیونکہ ایک مسلمان جو قرآن مجید کو شعور کے ساتھ سمجھ کر اور صحیح طریقے سے پڑھتا ہے وہ زندگی کے اس حقیقی مفہوم کو پالیتا ہے کہ اس کی کتابِ زندگی کے دو اوراق ہیں۔ ایک ورق مرنے سے پہلے کا اور دوسرا مرنے کے بعد کا ہے۔ اسلام کے علاوہ دنیا کے سارے مذاہب زندگی کا محدود تصور پیش کرتے ہیں کہ دنیوی زندگی کھانے پینے، عیش Enjoy کرنے اور پھر مر جانے کے سوا کچھ نہیں ہے۔

بہر حال جو آدمی سنن و نوافل کو معمولی سمجھ کر چھوڑ دیتا ہے اور ان کا اہتمام نہیں کرتا ہے، وہ اس کی بدولت ملنے والی آسانیوں اور خیر و برکات کی فراوانیوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ ذلک ھو الخسران المبین یہ واقعی بہت بڑا نقصان اور Loss ہے۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے سنتوں کی ادئیگی پر بہت سی خوشخبریاں سنائی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ"

ترجمہ: ”جو کوئی مرد یا عورت حالت ایمان میں اچھا کام کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اچھی زندگی دیں گے اور ضرور ان کے اعمال کا اچھا بدلہ دیں گے“

(سورۃ النمل:16/97)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی مومن چاہے وہ مرد ہو کہ عورت کچھ بھی نیک عمل کرے گا چاہے وہ فرض ہو کہ سنت ھو یا نفل (سنت، نفل، فرض کی تقسیم احکامات کی تفہیم فقہی مسائل کے بیان کرنے کے لیے ہے) قرآن مجید میں تمام اعمال کو مطلقاً عملِ صالح سے تعبیر کیا گیا ہے۔ الغرض جو کوئی عقیدہ صیحہ رکھتے ہوئے ایمان کی حالت میں عمل صالح کرے گا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم اس کو خوشگوار زندگی عطا کریں گے۔

اہلِ علم اس آیت کے ضمن لکھتے ہیں کہ عملِ صالح کے فوائد انسان کو آخرت میں ہی نہیں بلکہ دنیا میں بھی نصیب ہوں گے: اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

"فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ

الْمُحْسِنِينَ "

ترجمہ:"اللہ سبحانہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ جو نیک لوگ ہوتے ہیں ہم ان کو دنیا میں بھی اچھا بدلہ دیتے ہیں اور آخرت میں بھی بہت ہی بہترین بدلہ عطا فرمائیں گے"۔

(سورۃ آل عمران:3/148)

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ (٢٠٠) وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ"

ترجمہ:"اگر کوئی آدمی یہ کہتا ہے کہ اے ہمارے رب مجھے صرف دنیا میں سے بھلائی عطا کر تو ایسے آدمی کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور جو آدمی یہ کہتا ہے کہ مجھے دنیا میں بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور آگ کے عذاب سے بچا"۔

(سورۃ البقرۃ:2/200-201)

لہذا جو دونوں جہاں کی بھلائی مانگتے ہیں ان کے لئے خوشخبری ہے کہ:

"أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا ۚ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ"

ترجمہ:"ان لوگوں کے لئے بہترین نصیب اللہ نے بنایا ہے ان کے محنتوں اور مشقتوں کے بدلے میں مقرر کر رکھا ہے۔ اور اللہ سبحانہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے"۔

ASK ISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

(سورۃ البقرۃ:2/202)

مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک نیک عمل انسان کی زندگی کو خوشگوار بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے نیز اس کی زندگی میں آنے والی رکاوٹوں اور پریشانیوں کو دور کرتا ہے۔

سنن و نوافل کے اہتمام میں ہونے والی سستی اور غفلت کا ایک بڑا سبب مشغولیت ہے جو عموماً بطورِ عذر بیان کیا جاتا ہے، اس تناظر میں زیرِ نظر حدیثِ نبوی ہم سب کے لیے نصیحت و عبرت کا سامان ہے۔ حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: يَا ابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى وَأَسُدَّ فَقْرَكَ وَإِلَّا تَفعَلْ مَلَأْتُ يَدَيْكَ شُغْلًا وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ"

ترجمہ: "بے شک اللہ سبحانہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے بندے میری عبادت کے لئے وقت نکالا کر تیرے سینے کو تونگری (مالداری) سے بھر دوں گا اور تیری فقیری کو ختم کر دوں گا۔ اگر تو وقت نہیں نکالے گا تو "میں تیرے ہاتھوں کو مشغول کر دوں گا اور تیری فقیری دور نہیں کروں گا"۔

(المصدر: ابن ماجۃ، الراوی: ابو ھریرۃ، رقم الحدیث: 4107 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

بعض احباب یہ کہتے ہیں کہ مصروفیات کی کثرت کہ وجہ سے نماز پڑھنے کا وقت نہیں مل پاتا، غور کرنے کی بات یہ ہے کہ نمازوں اور عبادتوں سے لاپرواہی کے سبب اللہ تبارک و تعالیٰ نے زندگیوں پر مشغولیت کا عذاب اتار رکھا ہے۔ سوچیے آپ اتنے Busy ہو گئے

ہیں کہ گھر بار، خاندان اور اپنے بچوں کو وقت نہیں دے پا رہے ہیں۔ آپ اتنے بزی ہو گئے ہیں کہ اپنے پیدا کرنے والے کو بھول چکے ہیں اور رب کا نام لینے اور اس کا ذکر کرنے سے محروم ہو چکے ہیں، آپ اتنے بزی ہو گئے ہیں کہ رزق کی تلاش میں رزاق کا سراغ کھو چکے ہیں،، یہ مشغولیت دراصل ایک طرح کا عذابِ الٰہی ہے جس کے سبب بندہ زندگی کا سکون کھو چکا ہے، ٹینشن، ڈپریشن، انتشار و اضطراب کا شکار ہو چکا ہے۔

"نفل" کا مطلب:

عربی زبان میں نفل زائد چیز کو کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر عرب لوگ جو پودا لگاتے ہیں اور اس پودے کے پھول سے ایک چھوٹی ڈالی نکلتی ہے اس ڈالی کو نفل کہتے ہیں۔

اسی طرح مالِ غنیمت کو بھی عربی زبان میں انفال کہا گیا۔ کیونکہ مومن اللہ سبحانہ تعالیٰ کی رضا کے لئے، دین کی سربلندی کے لئے جہاد کرتا ہے لیکن ساتھ میں اس کو مالِ غنیمت بھی مل جاتا ہے جو کہ اضافی چیز ہے۔

نماز میں فرائض و واجبات کے علاوہ جو زائد نمازیں ہیں انہیں نفل کہا جاتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح بخاری میں نفل کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں "ما عدا الفرض فھو نفل" فرض کے علاوہ جو بھی ہے وہ نفل ہے چاہے وہ سنت موکدہ ہو یا سنت غیر موکدہ۔

سنن و نوافل کی فضیلت:

نوافل کے ذریعہ بندہ اللہ تعالیٰ سے قریب ہوتا ہے۔ بندے کو اللہ تعالیٰ کی حمایت اور

نصرت حاصل ہوتی ہے اور جس کا حامی اور ناصر اللہ تعالی ہو جائے دنیا کی کوئی چیز اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔ نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

" إِنَّ اللَّهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ" أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ"

ترجمہ: "کہ جس کسی نے میرے ولی سے دشمنی کی تو میں اس سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں بندہ جو میرے قریب ہوتا ہے اس کا بہترین طریقہ جو مجھے پسند ہے وہ فرائض ہیں (فرائض ادا کرے گا تو میرے قریب ہو گا ورنہ مجھ سے دور ہو جائے گا) بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے قریب ہوتا رہے گا یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگوں گا پھر جب اس محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور اس کو عطا کروں گا اور وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو ضرور اس کو پناہ دوں گا"

(المصدر: صحیح البخاری الراوی: ابو ھریرۃ رضي اللہ عنہ رقم الحدیث: 6502)

نوافل کا وسیع تصور:

مذکورہ حدیث میں نفل سے تمام نفل عبادتیں اور نیک کام مراد ہیں جیسے نفل نمازیں، نفل روزے، نفل صدقہ خیرات، مسجدیں بنانا، کنویں یا بورویل کھدوانا، فلاحی کاموں میں حصہ لینا، یا پھر کسی دینی جلسے میں کارکن بننا وغیرہ۔ اس طرح نیکی کی راہیں کافی کشادہ ہیں، مثلاً اگر آپ نے مسجد کی تعمیر میں حسبِ استطاعت حصہ لیا تو اسی پر اکتفا مت کیجیے بلکہ آگے بڑھ کر اپنے دوست واحباب کو بھی اس نیکی پر ابھاریئے، یہ سوچ کر نہ رہ جایئے کہ لوگ اس پر چندے کا طعنہ دیں گے کہ نیکی کی راہ میں عزت میں کمی کے اندیشے پر ان شاء اللہ اجر وثواب ملے گا۔ ہمارے محض دو بول کہنے یا ابھارنے کسی کی ذہن سازی ہو یا کسی کو حوصلہ ملے اور وہ بھی اس کارِ خیر میں شریک ہو جائے تو نیک کام کی رہنمائی پر بھی اتنا ثواب ملے گا جتنا کہ نیکی کے کرنے پر ملتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ»

ترجمہ: ”جو کوئی کسی بھلائی کی طرف رہنمائی کرے گا اسے اتنا ہی اجر ملتا ہے جتنا کہ کرنے والے کو ملتا ہے“

(المصدر: مسلم الراوی: ابو مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ رقم الحدیث: ۱۸۹۳)

معاملات میں نفل کام کرنے کی عادت ڈالئے۔ یعنی غریبوں کی مدد کرنا، بیواؤں کی مدد کرنا، بیمار پڑوسی کو ہاسپٹل لے جانا، مصیبت زدہ کی مصیبت کو دور کرنا یا پھر کسی کو قرض دینا، کسی کو اچھی نصیحت کرنا، رضاکار volunteer بن کر کسی جلسے میں کرسیاں لگا دینا، اسٹیج کے کام میں ہاتھ بٹا دینا، پوسٹر لگا دینا یا ہینڈ بل تقسیم کر دینا، پارکنگ میں ٹھہر جانا حتی کہ اللہ کے دین کی خاطر اور حصولِ ثواب کی نیت سے management

Toilet پر بھی ٹھہر جانا یہ سب نفلی کاموں میں شمار ہوتے ہیں۔ ہمیں آگے بڑھ کر انہیں انجام دینا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے اسٹیج کا معمولی کام کرتے ہوئے کوئی آنکھ گواہ نہ ہو لیکن اجر دینے والے کی ذات تو ہمیشہ السمیع البصیر ہے، وہ سننے دیکھنے والا اور ہر چھوٹے بڑے عمل کا اجر دینے والا ہے۔ ان تمام کاموں کے ذریعہ بندہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"ولا يزال عبدي يتقرب إلي بالنوافل حتى أحبه"

بندہ برابر نفل کام کرتے میرے قریب ہوتا چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ اللہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"فإذا أحببتُه كنت سمعه الذي يسمع به، وبصره الذي يبصر به، ويده التي يبطش بها، ورِجْله التي يمشي بها، ولئن سألني لأعطينه، ولئن استعاذني لأعيذنه "

جب میں اس کو پسند کرنے لگتا ہوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے کہ وہ سنتا ہے۔ اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کا وہ استعمال کرتا ہے، اور میں اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

حدیث: "فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ،۔۔۔" کا صحیح مفہوم:

یہاں ایک غلط فہمی کا ازالہ کرنا ضروری ہے جس کا تعلق عقیدہ سے ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض جاہل اور غلط عقیدہ رکھنے والے مسلمان اس حدیث کو بالکل غلط طریقہ سے سمجھتے

ہیں وہ اس حدیث سے وحدۃ الشہود ،وحدۃ الوجود اور حلول کے عقیدے پر استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس حدیث میں خود اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب انسان عبادت وریاضت کرکے ایک مقام کو پہنچ جاتا ہے تو انسان کی ہستی اللہ کی ہستی میں مدغم ہو جاتی ہے، اللہ بندے میں اتر جاتا ہے، اللہ اور بندہ ایک ہو جاتے ہیں، نعوذ باللہ یہ عقیدہ بالکل باطل ہے بلکہ شرکیہ وکفریہ عقیدہ ہے کیونکہ خالق الگ ہے اور مخلوق الگ ہے، دونوں کبھی مل ہی نہیں سکتے، آیئے اس حدیث کا صحیح مطلب اسلافِ امت اور علمائے کرام کی زبانی سمجھتے ہیں۔

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"هَذِهِ أَمْثَالٌ وَالْمَعْنَى تَوْفِيقُ اللَّهِ لِعَبْدِهِ فِي الْأَعْمَالِ الَّتِي يُبَاشِرُهَا بِهَذِهِ الْأَعْضَاءِ وَتَيْسِيرُ الْمَحَبَّةِ لَهُ فِيهَا بِأَنْ يَحْفَظَ جَوَارِحَهُ عَلَيْهِ وَيَعْصِمَهُ عَنْ مُوَاقَعَةِ مَا يَكْرَهُ اللَّهُ مِنَ الْإِصْغَاءِ إِلَى اللَّهْوِ بِسَمْعِهِ وَمِنَ النَّظَرِ إِلَى مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ بِبَصَرِهِ وَمِنَ الْبَطْشِ فِيمَا لَا يَحِلُّ لَهُ بِيَدِهِ وَمِنَ السَّعْيِ إِلَى الْبَاطِلِ بِرِجْلِهِ"

ترجمہ:" یہ کچھ مثالیں ہیں دراصل ان کا معنی کچھ یوں ہے کہ بندہ اپنے ان اعضاء سے جو اعمال انجام دیتا ہے ان میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توفیق اور اس کی محبت ورضامندی اس کے شاملِ حال ہو جاتی ہے اور وہ اس طرح کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے اعضاء وجوارح کی ان کاموں اور جگہوں سے حفاظت فرماتا ہے

جو اللہ کے یہاں مبغوض وناپسندیدہ ہوتے ہیں یعنی اس کے بعد وہ کان سے اللہ کے نافرمانی والی باتیں نہیں سنتا، نگاہ سے اللہ کی منع کردہ اشیاء کی جانب نہیں دیکھتا، ہاتھ سے اللہ کے حرام کردہ کام سرانجام نہیں دیتا، پیر سے اللہ کے نافرمانی والی جگہوں پر نہیں جاتا۔

(فتح الباری 11/ 352)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا اور محدثین یہ کہتے ہیں کہ (بالحق للحق) "وہ حق کے لئے استعمال کرتا ہے اور وہ اپنے جسم کے اعضاء کو حق کی بنیاد پر استعمال کرتا ہے"۔

(فتح الباری 11/ 344)

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ تین اقسام ہیں:

1) ایک ظالم لنفسہ۔ 2) دوسرا مقتصد۔ 3) تیسرا سابق بالخیرات۔

1) ظالم لنفسہ سے مراد ایسے مومن جو گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں اور ان کے ساتھ بھی اللہ کی ولایت ان کے بقدر رہتی ہے۔

2) مقتصد سے مراد جو صرف فرائض کو ادا کرتے ہیں ۔

3) سابق بالخیرات مراد وہ لوگ ہیں جو ہر نیک کام میں آگے بڑھنے والے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

"ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۖ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ"

ترجمہ: ”پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا، پھر بعض تو ان میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں، اور بعض ان میں میانہ رو ہیں اور بعض ان میں اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں سبقت کرنے والے ہیں یہی بہت بڑا فضل ہے۔“

(سورۃ الفاطر 35/32)(فتاوی ابن تیمیۃ:٦/١٠)

اس آیت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت بنی اسرائیل کے لئے نہیں بلکہ امت مسلمہ کے لئے اتاری گئی ہے۔ اس آیت میں یہ پیشن گوئی دی جارہی ہے کہ مسلمانوں میں تین قسم کے گروہ ہوں گے (دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تینوں میں سے سب سے اچھا جو گروہ ہے اس میں ہمیں شمار کردے)۔

- پہلا گروہ: فَمِنْهُم ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ" (اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہونگے) یعنی کلمہ پڑھنے کے بعد بھی اللہ کی نافرمانی کرتے ہوں گے، کبھی شرک کبھی بدعت یا کبھی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کریں گے جیسے زنا، غیبت، چغل خوری، چوری، ڈاکہ زنی، سازش، ستانا، زمینیں ہڑپ کرلینا، وغیرہ۔
- دوسرا گروہ وہ ہے "وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ" ا(یسے لوگ صرف جو فرائض کی پابندی کریں گے): یہ لوگ فرائض پر اکتفا کریں گے نوافل کا زیادہ اہتمام نہیں کریں گے اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب کریں گے۔
- تیسرا گروہ "وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ" (ایسے لوگ جو نیکیوں میں سبقت کرنے والے ہوں گے): یہ لوگ فرائض کے ساتھ نوافل بھی ادا کریں گے

۔چاہے وہ عبادتوں میں ہو یا معاملات میں۔

(جامع البیان:20/465)

غرض ہر نیک کام آگے بڑھ کر انجام دیں گے، یہ گروہ یہ سوال نہیں کرتا کہ عمل فرض ہے یا سنت، نفل ہے یا مستحب، جو بھی اچھا کام دیکھا فوراً لپک پڑتے ہیں۔اسی لیے ان کا مقام و مرتبہ بہت بڑا ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتے ہیں "ذٰلِکَ ھُوَ الْفَضْلُ الْکَبِیرُ" کہ یہی بہت بڑا افضل ہے۔

جب ہم نفل کاموں کا جائزہ لیتے ہیں تو انسانی زندگی کے تمام ہی شعبوں میں نوافل موجود ہیں۔ لیکن ان میں سب سے زیادہ اہمیت نمازوں کو حاصل ہے، لہذا ان میں سے بعض کا تذکرہ میں آپ کے سامنے کروں گا:

تہجد کی فضیلت:

تہجد کے وقت نماز پڑھنے کی خصوصی اہمیت ہے نیز اس وقت کی دعائیں عند اللہ مقبول ہوتی ہیں، کیونکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہر رات دنیوی آسمان سے ندا لگاتے ہیں کہ ہے کوئی سوال کرنے والا جس کی مراد پوری کروں، سو تہجد کا اہتمام کیجئے مستجاب الدعوات بن جائیں گے۔ آپ ﷺ نے تہجد کی فضیلت بتاتے ہوئے فرمایا:

«أَفْضَلُ الصَّلَاةِ، بَعْدَ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ، الصَّلَاةُ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ"

ترجمہ:”فرض نمازوں کے بعد سب افضل نماز تہجد ہے“۔

(المصدر: مسلم، الراوی: ابوھریرۃ رضي الله عنہ رقم الحديث:1163)

وتر کی فضیلت:

ہمارے بہت سارے بھائی ہیں جو وتر کی نماز نہیں پڑھتے۔ حلانکہ اس کی بہت بڑی فضیلت ہے اور اس میں بہت سارے فوائد پوشیدہ ہیں، نبی اکرم ﷺ کے بارے آتا ہے کہ آپ ﷺ فجر کی دو رکعتیں اور وتر کی نماز سفر میں بھی نہیں چھوڑتے تھے۔ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سنتوں اور نفلوں میں سب سے زیادہ فجر کی دو رکعت اور وتر کا اہتمام کرتے تھے۔ اس بارے میں بہت ساری احادیث وارد ہیں۔ اور وتر کی نماز میں زندگی کو کامیاب بنانے کا ایک راز پوشیدہ ہے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے وتر کی دعا سکھائی ہے اس میں ایک جملہ یہ ہے "وقنا واصرف عنا برحمتک شر ما قضیت" جب ہم اس جملے پر غور کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں کہ :"اے اللہ اگر میری تقدیر میں کچھ بُرا فیصلہ کیا گیا ہے تو اپنی رحمت، فضل اور مہربانی سے اس کو پھیر دیے (ہو سکتا ہے کہ کچھ بُرے حالات آنے والے ہوں، ہو سکتا ہے کہ کچھ بڑی بیماری آنے والی ہو، ہو سکتا ہے کہ کوئی بڑا کیس آپ پر درج ہونے والا ہو ،ہو سکتا ہے کہ آپ پر کوئی بہت بڑا حملہ ہونے والا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ آنے والے دنوں میں بہت بڑا حادثہ ہونے والا ہو، ہو سکتا ہے کہ کوئی آپ کے خلاف اس رات بڑی بھیانک سازش کر رہا ہو) اگر آپ سونے سے پہلے وتر کی نماز میں یہ دعا پڑھیں اور یہ دعا قبول ہو جائے تو رات میں اور اگلے دن میں آنے والی ساری مصیبتوں سے محفوظ ہو جائیں گے۔ یہی ہماری زندگی کی کامیابی کا سب سے بڑا راز ہے۔ دنیا میں آج کل بڑے بڑے کورسیس چلائے جا رہے ہیں لوگ اس میں بڑی مہنگی فیس دے کر داخلہ کروا رہے ہیں۔ کبھی Personality Development (شخصیت سازی) کے نام پر کبھی Stress

How to control managementذہنی تناؤ کا روک تھام کیسے) کے نام پر یا پھر (
your anger(غصہ پہ کیسے قابو پایا جاسکے) کے نام پر، لوگ ایک لاکھ یا دو لاکھ روپے ان کورسیس کے لئے دے رہے ہیں۔ لیکن سنتوں اور نوافل کے اندر موجود ان فائدوں سے یکسر غافل ہیں جن تک نہ ان بڑے بڑے کورسس کی رسائی ہے اور نہ ہی وہ فوائد ان کے لیکچرز میں مضمر ہیں۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے سے زندگی میں جو سکون، کامیابی اور آسانیاں ملتی ہیں ان کورسس کے اندر موجود نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ کورسیس انسانی ذہن کے بنائے ہوئے ہیں۔ بعض لوگ چند فلمیں یا یوٹیوب پر چند ویڈیوز دیکھ کر یا پھر ایک دو ورکشاپ میں شرکت کرکے ان نکات کے حساب سے زندگی گذارنا شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن آگے چل کر انہیں خود احساس ہوگا کہ یہ جتنے بھی نکات اور پوائنٹس ہیں سب کے سب ادھورے ہیں جن کو ہم Half knowledge کہہ سکتے ہیں ۔ان کے مقابلے میں قرآن و حدیث کی جو knowledge ہوتی ہے وہ مکمل(complete)اور پائیدار ہوتی ہے۔ اور انسان اپنے دماغ سے سوچ کر جو طریقے وضع کرتے ہیں ان پر عمل کرنے سے ایک آدھ فائدہ ملتا ہے لیکن بعض اوقات ہزاروں نقصانات بھی بھگتنے پڑتے ہیں۔ ج کا انسان کو شعور تک نہیں ہوتا۔

سنت مؤکدہ کی فضیلت:

دن اور رات میں پانچوں نمازوں سے پہلے اور بعد میں ہم جو بارہ رکعت سنت پڑھتے ہیں جیسے: فجر سے پہلے دو رکعت، ظہر کی فرض نماز سے پہلے چار اور بعد میں دو رکعت، مغرب

کے اور عشاء کے بعد دو رکعت انہیں سنتِ مؤکدہ کہا جاتا ہے۔ حدیث میں اس کی فضیلت اس طرح بیان کی گئی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ ثَابَرَ عَلَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الجَنَّةِ: أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ المَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ العِشَاءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الفَجْرِ"

ترجمہ: ''جو کوئی دن میں بارہ رکعت کی پابندی کرے گا۔ ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت، بعد میں دو رکعت، اور مغرب کے بعد دو رکعت اور عشاء کے بعد دو رکعت اور فجر سے پہلے دو رکعت۔ (اگر کوئی ان بارہ رکعت سنتوں کا ر اہتمام کرتا رہے گا) اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنا دے گا۔''

(المصدر: سنن الترمذی الراوی: عائشة رضي الله عنها رقم الحديث: 414 خلاصة حكم الحديث: صحيح)

فرائض میں ہونے والی کمی نوافل کے ذریعہ مکمل کی جاتی ہے:

انَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ النَّاسُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَعْمَالِهِمُ الصَّلَاةُ ". قَالَ : " يَقُولُ رَبُّنَا جَلَّ وَعَزَّ لِمَلَائِكَتِهِ، وَهُوَ أَعْلَمُ : انْظُرُوا فِي صَلَاةِ عَبْدِي أَتَمَّهَا أَمْ نَقَصَهَا ؟ فَإِنْ كَانَتْ تَامَّةً كُتِبَتْ لَهُ تَامَّةً، وَإِنْ كَانَ انْتَقَصَ مِنْهَا شَيْئًا قَالَ : انْظُرُوا هَلْ

لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ ؟ فَإِنْ كَانَ لَهُ تَطَوُّعٌ قَالَ : أَتِمُّوا لِعَبْدِي فَرِيضَتَهُ مِنْ تَطَوُّعِهِ. ثُمَّ تُؤْخَذُ الْأَعْمَالُ عَلَى ذَاكُمْ ".

قیامت کے دن لوگوں سے ان کے اعمال میں سے جس چیز کے بارے میں سب سے پہلے پوچھ تاچھ کی جائے گی وہ نماز ہو گی، ہمارا رب اپنے فرشتوں سے فرمائے گا، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے میرے بندے کی نماز کو دیکھو وہ پوری ہے یا اس میں کوئی کمی ہے؟ اگر پوری ہو گی تو پورا ثواب لکھا جائے گا اور اگر کمی ہو گی تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا: دیکھو، میرے بندے کے پاس کچھ نفل ہے؟ اگر نفل ہو گی تو فرمائے گا: میرے بندے کے فرض کو اس کی نفلوں سے پورا کرو، پھر تمام اعمال کا یہی حال ہو گا۔

۔"(المصدر: سنن ابي داود الراوي: ابو هريرة رضي الله عنه رقم الحديث : خلاصة حكم الحديث: صحیح

چاشت کے نماز کی فضیلت:

چاشت کی نماز کی ادائیگی سے ہم اللہ کی حفاظت میں آجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں حج اور عمرہ کا ثواب عطا کرتے ہیں جیسا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

«ابْنَ آدَمَ ارْكَعْ لِي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ أَكْفِكَ آخِرَهُ»

ترجمہ:" اے ابن آدم تو دن کے پہلے حصے میں میرے لئے چار رکعت نماز ادا کر میں تیرے لئے کافی ہو جاؤں گا دن کے آخری حصے تک"۔

(المصدر: سنن الترمذی الراوی: ابو هریرۃ رضي الله عنھا رقم الحدیث: 475 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

یہ بات ذہن میں رہے کہ یہاں چاشت کی نماز سے مراد وہ نماز ہے جو طلوعِ آفتاب کے بعد (سورج کی روشنی قدرے تیز اور گرم یا اس طرح کہیں کہ سورج تھوڑا اوپر ہونے کے بعد) پڑھی جاتی ہے۔ ہمارے یہاں بہت سارے لوگ پریشان ہوتے کہ صبح میں میری پیشی ہے یا صبح میں مجھے پولیس station جانا، یا صبح صبح میری ملازمت یا کسی ملاقات ہوے،۔ ایسے لوگ یہ نماز پڑھ لیں تو وہ ضرور اس کا فائدہ دیکھیں گے اور اپنے معاملات میں آسانی پائیں گے۔ مگر افسوس کہ ہم نہ تہجد پڑھتے ہیں اور نہ ہی چاشت کی نماز۔

نفل روزوں کی فضیلت:

روزے اللہ تعالی کی ایک عظیم عبادت ہے، اس سے انسان گناہوں سے بچتا ہے، رمضان کے فرض روزوں کے علاوہ بہت سے نفل روزوں کا ثبوت ہمیں قرآن وحدیث سے ملتا ہے، کچھ سنوی ہوتے ہیں یعنی سال میں ایک مرتبہ انہیں رکھا جاتا ہے۔، کچھ روزے شہری ہوتے ہیں یعنی ہر مہینہ انہیں رکھا جاتا ہے جیسے اسلامی تاریخ کی 13، 14، اور 15 کو رکھے جاتے ہیں اور کچھ روزے اسبوعی ہوتے ہیں یعنی ہفتہ واری روزے جیسے پیر اور جمعرات کا روزہ وغیرہ نفل روزے دو طرح کے ہوتے ہیں بعض نفل روزے وہ ہوتے ہیں جو کبھی بھی رکھے جاسکتے ہیں، بعض روزے وہ ہوتے ہیں جو fixed Date یعنی طے شدہ تاریخ پر ہی رکھے جاسکتے ہیں جیسے یوم عرفہ کا روزہ اور یوم عاشوراء کا روزہ، یا پھر کچھ

مدت کے روزے جیسے شوال کے چھ روزے اسی طریقے سے شعبان کی ایک تاریخ سے لیکر 15 تاریخ تک، اسی طریقے سے محرم کے روزے وغیرہ۔ بہر حال روزوں کا چھوٹا سا چاٹ یا فہرست میں نے آپ کے سامنے ذکر کر دیا ہے، آپ ان کو فالو کریں واقعی اپنی زندگی میں اس کے بڑے بہترین نتائج دیکھیں گے اور زندگی میں ہر قدم آسانیاں ہی آسانیوں کا مشاہدہ کریں گے۔

نفل حج و عمرہ کی فضیلت:

حج اور عمرہ اللہ تعالیٰ کی اہم اور پسندیدہ عبادت ہے، حج مبرور کا بدلہ جنت ہے، نفل حج اور عمرہ کرنے سے انسان کے سارے گناہ مٹ جاتے ہیں اور اس سے فقیری اور تنگدستی دور ہوتی ہیں۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ"

ترجمہ: ''بار بار (نفل) حج اور عمرہ کرتے رہو کیونکہ یہ دونوں چیزیں فقر و فاقہ اور گناہوں ایسے ہی دور کرتے ہیں جیسے بھٹی تپا کر لوہے کے زنگ کو دور کرتی ہے''۔

(المصدر: سنن نسائي، الراوی: عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، رقم الحديث: 2630 خلاصة حكم الحديث: حسن)

اگر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے آپ کو مالی اور بدنی طاقت سے نوازا ہے تو آپ کثرت سے حج اور عمرہ ادا کریں۔ کثرت سے حج اور عمرہ کرنا فقر و فاقہ اور گناہوں کو ایسے ہی دور

کرتا ہے جیسا کہ بھٹی لوہے کو تپا کر لوہے سے زنگ اور دوسرے میل کچیل الگ کر دیتی ہے۔ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سنن ونوافل کے آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی بہت سارے فائدے ہیں۔

اذکار کی فضیلت:

نفل سے صرف نمازیں ہی نہیں بلکہ تمام نفلی عبادتیں مراد ہیں چاہے وہ روزے ہوں یا صدقات وخیرات یا نفل عمرہ ہو یا حج، اسی طرح صبح وشام کے اذکار بھی نفل ہی میں شامل ہیں۔

اذکار سے مردہ دلوں کو زندگی ملتی ہے، بیمار دلوں کو شفا نصیب ہوتی ہے۔

اذکار شیطان اور جنات سے محفوظ رہنے کا ایک مضبوط قلعہ ہے خاص کر صبح شام کے اذکار کا ہمیں اہتمام کرنا چاہیے کیونکہ اس کے کافی فوائد ہیں۔

ایک مرتبہ شیخ عبد السلام بالی رحمہ اللہ۔جو شیخ بن باز رحمہ اللہ کے جید شاگرد ہیں۔ کہیں جارہے تھے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک بچے پر جن سوار ہے جس کی وجہ سے وہ کافی تکلیف میں مبتلا ہے تو شیخ نے جن سے مخاطب ہو کر کہا کہ تو اس چھوٹے بچے کو کیوں ستا رہا ہے؟ اگر تجھ میں ہمت ہے تو میرے پاس آ اور مجھے ستا تو جن نے جواب میں کہا کہ میں تیرے پاس نہیں آسکتا، شیخ نے سوال کیا تو میرے پاس کیوں نہیں آسکتا؟۔ تو جن نے کہا کیوں کہ تم صبح وشام کے اذکار کی پابندی کرتے ہو جس کی وجہ سے میں تمہارے اطراف آگ دیکھ رہا ہوں۔

اس واقعہ سے پتہ چلا کہ اذکار جو کہ ایک نفلی چیز ہے اس کا دنیوی اور اخروی

دونوں اعتبار سے فائدے حاصل ہوتے ہے۔ آپ یہ فلسفہ لے کر نہ چلیں کہ صرف فرائض میری نجات کے لئے کافی ہیں۔ ورنہ آپ دیگر اعمالِ صالحہ اور اذکار و اوراد کی فضیلتوں سے محروم ہو جائیں گے۔ کیونکہ سنن ونوافل کے ذریعہ ہی قیامت کے دن انسان کے درجات بلند ہوں گے، اور انہی کی بدولت دنیوی مصیبتیں اور بلائیں ٹل جاتی ہیں اور بندے کو خوشحال اور پر سکون زندگی میسر ہوتی ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول:

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ استغفر اللہ کی مثال صابن کی سی ہے اور سبحان اللہ کی مثال عطر کی سی ہے، جب آپ نہاتے ہیں تو جسم کی ساری گندگی نکل جاتی ہے اور جب ہم کپڑے پہنتے ہیں تو عطر لگاتے ہیں۔ اسی طرح استغفر اللہ کہنے سے زندگی کے سارے گناہ دھل جاتے ہیں۔ گناہوں کی وجہ سے جو پریشانیاں، مصیبتیں اور مشکلات آتے ہیں جب آپ معافی مانگتے ہیں تو اللہ کا غصہ ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور اللہ کی رحمت جوش مارتی ہے اور مشکلات و پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں۔

(الوابل الصیب:92)

دوسری مثال اس طرح ہو سکتی ہے کہ جب آپ کی کسی مشین میں آوازیں آنے لگتی ہیں تو آپ اس میں تیل ڈالتے ہیں جس سے ساری آوازیں دور ہو جاتی ہیں۔ بالکل اسی طرح جب زندگی کی مشین سے آواز آنے لگتی ہے تو استغفر اللہ تیل کا کام کرتا ہے۔

سبحان اللہ و الحمدللہ اوراللہ اکبر کا معنی:

الحمدللہ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے تمام کمالات کا ذکر کرنا اور اللہ کے سارے کمال والی صفتوں کو ماننا۔

سبحان اللہ کا مطلب ہے اللہ کو ہر عیب سے پاک جاننا۔

اللہ اکبر کا مطلب ہے اس بات کو ماننا کہ اللہ ہی سب سے بڑا ہے (میرا وجود کوئی معنیٰ نہیں رکھتا)۔

تسبیحات کے بہت سے فائدے ہیں اگر انہیں سوچ سمجھ کر پڑھیں گے تو زندگی کی اکثر مشکلات ختم ہو جاتی ہیں کیونکہ سبح کا معنی تیرنا ہے، ذکر و اذکار کو تسبیح سے اس لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ تیرنا چلنے سے آسان ہوتا ہے، جس طرح تیرنا آسان ہے اسی طرح ان اذکار کا پڑھنا بھی آسان ہے اور یہ زندگی کو آسان بنادیتی ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

شبہ: نفل کام صرف آخرت کے لئے کریں یا دنیا کے فائدہ کے لئے بھی کرسکتے ہیں؟

ابن عثیمینؒ نے ارشاد فرمایا کہ اس مسئلے میں چار درجات ہیں۔

1) اگر کوئی آدمی یہ کہے گا کہ اس نفلی کام سے میں صرف دنیا کا فائدہ اٹھاؤں گا تو یہ بالکل غلط ہے، کیونکہ اگر کوئی دینی راستے سے دنیا کمانے کے لئے نکل کھڑا ہوتا ہے

تو یہ بالکل غلط ہے۔

2) دوسرا شخص وہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ آخرت میرا مقصور ہے لیکن اگر اس سے کچھ دنیوی مقاصد بھی حاصل ہو جائیں تو بہتر ہے۔ یہ بھی غلط ہے! تھوڑا بھی دنیوی فائدہ ہمارے مقصد میں داخل نہ ہو۔ مقصد صرف اللہ کو خوش کرنا ہے اور آخرت ہے۔

3) تیسرا آدمی وہ ہے جو بین بین ہوتا ہے یعنی کہ دنیاو آخرت دونوں بھی مل جاتی ہے تو اچھا ہے یہ بھی غلط ہے۔

4) چوتھا وہ آدمی جو یہ کہتا ہے کہ سارے کام میں اللہ ہی کے لیے کر رہا ہوں مگر ہاں جو سائیڈ میں فائدے ہوں گے اور جو اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا وہ تو مل کر ہی رہیں گے، مجھے اس کے بارے میں سوچنے اور اس کو مقصد بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا پورا مقصد تو آخرت ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے کچھ دنیا بھی عطا کردے تو میں اپنے آپ کو بے نیاز بھی نہیں سمجھتا ہوں، جیسے آپ نماز استخارہ پڑھتے ہیں اور اپنی تکالیف اللہ کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

" اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلاةِ "

صبر اور نماز کے ذریعہ اللہ سے مدد مانگو "لہذا بندہ نماز پڑھتا ہے اور پڑھ کر اس سے اللہ کی بارگاہ میں مدد طلب کرتا ہے کہ اے اللہ میری فلاں فلاں مصیبت کو دور کردے تو یہ نماز اور صبر کے ذریعے مدد طلب کرنا ہوا جو کہ بالکل واضح ہے اور صحیح

ہے۔ کیونکہ وہ صرف اللہ کو خوش کرنے کے لئے پڑھا تھا لیکن اگر کوئی اسی عبادت کو بنیاد بنا کر دنیا میں کچھ فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو غلط ہے۔ یعنی وہ نماز پڑھتا گیا اور فائدہ ملتا گیا جیسے ہی فائدہ زیادہ ہو جاتا ہے تو نماز اور نیک اعمال چھوڑ دیتا ہے کیونکہ اس نے دنیوی فائدے کے نیت کی تھی۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ:

" إِنَّ صَلاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيايَ وَمَماتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعالَمِينَ "

ترجمہ: "یعنی میری نماز میری قربانی میرا زندہ رہنا اور میر امرنا اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔"

(سورۃ الانعام:6/162)

لہذا ہمارا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کو خوشنودی ہونا چاہئے۔

البتہ ایک چیز جو مشروع ہے یعنی کہ قرآن و صحیح حدیث سے ثابت شدہ عمل جس میں یہ بتایا جائے کہ یہ عمل کریں تو اس کا فلاں اور فلاں دنیوی فائدہ ملے گا تو یہ جائز ہے۔ لیکن عبادت کا مقصد صرف رضائے الہی ہے۔ اس کی دلیل وہ مشہور حدیث جو اوپر بیان کی گئی ہے یعنی جب بندہ نفل کام کرنے لگتا ہے تو اللہ کے قریب ہو جاتا ہے۔

ان تمام آیات اور احادیث سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ نوافل کے بہت سارے فوائد ہیں اس سے زندگی کے مصائب و آلام ختم ہوتے ہیں اور زندگی آسان ہو جاتی۔ اگر ہم اپنے آس پاس کوئی نفل کام دیکھیں تو آگے بڑھ کر اس کو سرانجام دینے کی کوشش کریں، جیسے اگر کہیں نئی مسجد بن رہی ہے تو آگے بڑھیں اور تعاون کریں۔ آپ ضرور دیکھیں گے جو مسائل آپ کے رکے ہوئے تھے اور جن problems میں

آپ گھرے ہوئے تھے وہ خود بخود دور ہو جائیں گے کیونکہ آپ نے فرض کے بعد نفل کا اہتمام بھی کیا ہے۔

لہذا اسی پر اکتفا کرتے ہوئے میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو فرائض کے ساتھ ساتھ نفل کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

قرآن مجید پر چند اعتراضات کے جوابات

تمہید

قرآنِ مجید کی عظمت و فضیلت سے ہم سبھی واقف ہیں، اس کی معجز بیانی ہو یا اس کا آفاقی پیغامِ ہدایت، اس سے جڑی ہر چیز غایت درجہ فضل و شرف کی حامل ہے، یہاں تک کہ اس کتابِ ہدایت کے حاملین اور اصحاب، اور اس کے قارئین و مقرئین بھی اللہ کے نزدیک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

زیرِ نظر حدیث ملاحظہ کریں، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح کہا ہے، نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

((يجيء القرآن يوم القيامة كالرجل الشاحب يقول لصاحبه: هل تعرفني؟ أنا الذي كنت أسهر ليلك وأظمئ هواجرك، وإن كل تاجر من وراء تجارته، وأنا لك اليوم من وراء كل تاجر، فيعطى الملك بيمينه والخلد بشماله ويوضع على رأسه تاج الوقار ويكسى والداه حلتين لا تقوم لهم الدنيا وما فيها، فيقولان: يا رب! أنى لنا هذا؟ فيقال: بتعليم ولدكما القرآن. وإن صاحب القرآن يقال له يوم القيامة: اقرأ وارق في الدرجات ورتل كما كنت ترتل في الدنيا، فإن منزلك عند آخر آية معك))

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: "قرآن مجید روز قیامت تھکا ماندہ (اجنبی) آدمی کے روپ میں آئے گا اور صاحب قرآن سے پوچھے گا: کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ (پھر قرآن مجید اپنا تعارف پیش کرتے ہوئے کہے گا:) میں وہی ہوں جو تجھے راتوں کو بیدار اور دوپہروں کو پیاسا رکھتا تھا۔ آج ہر تاجر اپنی تجارت کے پیچھے ہے اور آج میں تیری خاطر ہر تاجر کے پیچھے ہوں۔ پھر اسے دائیں ہاتھ میں بادشاہت اور بائیں ہاتھ میں ہمیشگی دی جائے گی، اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا، اور اس کے والدین کو دو عمدہ پوشاکیں پہنائی جائیں گی، وہ اس قدر بیش قیمت ہوں گی کہ دنیا ومافیہا (کی قیمت) ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! یہ پوشاکیں ہمارے لیے کیوں؟ جواباً کہا جائے گا: بیٹے کو قرآن مجید سکھانے کی وجہ سے۔ صاحب قرآن کو روز قیامت کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور جنت کے درجے چڑھتا جا اور اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا، پس تیرا مقام وہ ہوگا جہاں تیری آخری آیت (کی تلاوت ختم ہو گی)۔"

(سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، ترقیم البانی: 2829)

کتنی پیاری حدیث ہے؟ ہو سکتا ہے کہ وہ والدین جن کے بچے حافظ نہیں ہیں، اس حدیث کے پڑھنے سننے کے بعد یہ سوچنے لگیں کہ ہم اور ہمارے بچے اس فضیلت کے حامل نہیں ہیں نیز وہ اس کے تئیں فکر مند ہیں کہ وہ ایسا کریں کہ انہیں بھی یہ شرف حاصل ہو تو ایسے والدین کو گھبرانے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کے لئے ایک اور Option رکھا ہے، اس موقع پر میں محمد اقبال کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ فہم جو انہوں نے کئی احادیث جمع کرنے کے بعد پیش کیا ہے اسے آپ کے

سامنے رکھنا چاہتا ہوں، وہ کہتے ہیں کہ "جو انسان قرآن مجید یاد نہیں کر سکا یا قرآن مجید یاد کرنا اس کے لئے مشکل ہو رہا ہے اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے بچہ کو قرآن مجید حفظ نہیں کرا سکا تو ایسے شخص کو چاہئے کہ وہ روزانہ کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کرے اپنا اچھا خاصہ وقت قرآن مجید پڑھنے اور سمجھنے میں نکالے اور قرآن مجید سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتا رہے ان شاء اللہ! اس طرح کثرت سے قرآن مجید پڑھنے والوں کو بھی یہ فضیلت حاصل ہو سکتی ہے"۔ یہ کتنی پیاری اور خوش آئند بات ہے، اللہ ہمیں اہلِ قرآن میں سے بنائے. آمین.

قرآن مجید کے خلاف چند سازشوں کا خلاصہ:

زیر نظر موضوع "قرآن مجید پر چند اعتراضات کے جوابات" کے انتخاب کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ قرآن کے تیئں ہونے والی خدمات بے شمار ہیں لیکن ایک اہم. پہلو کی جانب توجہ دینا بھی اشد ضروری ہے اور وہ ہے قرآن اور قرآن کی تعلیمات پر کیے جانے والے اعتراضات کی حقیقت اور قوت ان کے جوابات سے ہماری واقفیت کہ پورے ہندوستان میں بالخصوص جنوبی ہند کے آندھرا وغیرہ کے علاقوں میں قرآن کے خلاف مہم جاری ہے، یہ ہمارا آنکھوں دیکھا مشاہدہ ہے کہ مشنریز اس سلسلے میں کافی پر جوش اور سر گرم ہیں، چنانچہ یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنی قوم کو اس. سلسلے میں آگاہ بھی کریں نیز انہیں اس قسم کے شکوک و شبہات اور اعتراضات سے بچنے کے لیے بنیادی معلومات بھی فراہم کر دیں، ٹی۔وی، اخبارات اور سوشیل میڈیا وغیرہ کے ذریعہ مسلمانوں کو باشعور بنانے میں بھی محنت کی جائے تو ان شاء اللہ مفید ہو گا۔ میں پہلے سمجھتا تھا کہ یہ جنگ

صرف انٹرنیٹ کی ہے اور عام انسانوں سے اس کا براہ راست کوئی واسطہ نہیں ہے، اسی وجہ سے میں پہلے عوام الناس میں ان مسائل پر زیادہ بحث اور مباحثہ بھی نہیں کرتا تھا لیکن رفتہ رفتہ اب یہ دیکھنے میں آرہا ہے کہ لوگ چھوٹے چھوٹے پمفلٹ کی شکل میں اردو، انگریزی، اور تلگو میں شائع کر کے گلی گلی عام کر رہے ہیں، اور بیچارے عام مسلمان پریشان ہو کر ہم سے اور داعیوں سے رجوع کر رہے ہیں کہ ان سوالات کے جوابات کیا ہیں؟۔ ان کے اعتراضات میں سے چند اعتراضات یہ ہیں کہ تم یہ کیسے ثابت کرو گے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ موجود ہے؟ تم یہ کیسے ثابت کرو گے کہ اس اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہی یہ قرآن مجید اُتارا ہے، ہو سکتا ہے کہ یہ قرآن کسی انسان نے لکھا ہو؟ تیسرا اعتراض یہ ہے کہ تم یہ کیسے ثابت کرو گے کہ قرآن مجید نازل ہونے کے بعد سے اب تک محفوظ ہے؟ یہ لوگ چوتھا اعتراض یہ کرتے ہیں کہ قرآن مجید نبی اکرم ﷺ نے خود اپنی طرف سے لکھ لیا ہے، نبی اکرم ﷺ خود اپنی طرف سے قرآن لکھ کر کہتے ہیں کہ یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ہے، ایسا کیوں؟۔ ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ یہ قرآن مجید شیطان نے لکھا ہے، نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شیطان آیا تھا، اس شیطان نے ایک ایک آیت بتلایا اور نبی اکرم ﷺ نے اس طرح یہ قرآن کی شکل میں پیش کر دیا ہے؟ یہ سارے اعتراضات وہ لوگ چلتے پھرتے بسوں میں ریل میں یا عوامی مقامات پر مسلمانوں میں شک پیدا کرنے کے لئے کرتے ہیں۔

ان حالات میں میں نے ارادہ کیا ہے کہ تھوڑے بہت ایسے سوالات کے جوابات ہمیں بھی معلوم ہونا چاہئے جو سوالات اسلام یا قرآن مجید پر اعتراض کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں تا کہ ہمارے پاس اگر اس قسم کے حضرات آئیں اور ایسے سوالات

کریں تو ہم ان کا منہ توڑ جواب دے سکیں اور ان کے ناپاک عزائم کو اسی وقت ناکام کر سکیں ن شاء اللہ!۔

کیا قرآن مجید الگ الگ کتابی شکل میں ہے ؟:

ایک اعتراض جو، ان حضرات کی جانب سے بار بار اٹھایا جاتا ہے کہ قرآن مجید کے الگ الگ مصاحف ہیں اور ان میں الگ الگ باتیں لکھی ہوئی ہیں۔ دراصل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولین تابعین کرام رحمھم اللہ اپنی اپنی طرف سے قرآن مجید کے چھوٹے چھوٹے صحائف لکھ لیتے تھے، اگر کسی بھی آیت کا معنی یا مفہوم سمجھنے میں دشواری ہوتی تو وہ لوگ کسی بڑے صحابی کے پاس جاکر اس کا مطلب معلوم کرتے اور اس مطلب کو اس آیت کے آس پاس ہی یاد دہانی کے طور پر اپنی زبان میں کچھ الفاظ یا اشارات کی شکل میں لکھ لیا کرتے تھے، لہذا قرآن مجید پر اعتراضات کرنے والے ان ہی صحیفوں کو جمع کرکے کہتے ہیں کہ قرآن مجید ہر جگہ الگ الگ ہے اور اس طرح یک سادہ لوح مسلمان کو یہ لوگ دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ خود صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین اپنی اپنی فہم یا سمجھ کے لئے یا اپنی خود کی یاد دہانی کے لئے کچھ اشارے یا الفاظ لکھ لیا کرتے تھے، جیسا کہ آج بھی اگر آپ مدارس میں جائیں اور حفظ کرنے والے طلبہ کو دیکھیں تو ان کے مصاحف میں آدھے صفحہ پر یا صفحہ کے اوپر یا نیچے تاریخیں لکھی ہوئی ملتی ہیں، یہ تاریخیں استاذ خود بچہ کا سبق سن کر سبق آگے بڑھانے کے لئے لکھ دیتا ہے، ایک صفحہ یا آدھے صفحہ کے بعد کسی لائن یا آیت کے سامنے اس دن کی تاریخ لکھ دی ہے تاکہ یہ پتا ہو کہ بچہ نے یہاں سے یہاں

تک آج سبق یاد کر لیا ہے اور کل بچہ کو یہاں سے یہاں تک سبق یاد کرنا ہے۔ اگر اس قرآن کو کوئی آدمی لے اور پھر مساجد یا بازار میں کوئی نیا قرآن اٹھا کر دیکھے اور پھر کہے کہ یہ تو تاریخوں والا قرآن ہے اور یہ سب نئے قرآن بغیر تاریخوں والے ہیں یہ تو دو قسم کے الگ الگ قرآن ہو گئے ہیں۔۔۔! ایسا کہنے والے کو لوگ بے وقوف سمجھیں گے، اور ہم اس شخص سے کہیں گے کہ بھائی! شاید آپ کو معلوم نہیں ہے کہ قرآن مجید محفوظ ہونے کا جو دعوی ہے وہ دعویٰ عربی ٹیکسٹ Arabic Text کا ہے، اس عربی ٹیکسٹ میں قیامت تک کوئی تبدیلی نہیں آسکتی، جو عربی میں اصل متن لکھا ہوا ہے وہ قیامت تک تبدیل نہیں ہو سکتا، قرآن کے عربی ٹکیسٹ Arabic Text کے آس پاس ہر کوئی اپنی اپنی سہولت کے لئے کچھ لکھ لیتے ہیں۔ اگر ایسا دیکھا جائے تو آج کل قرآن مجید پرنٹ ہو کر آتا ہے، اس کی آیتوں کے اطراف بیل بوٹے اور ہرے رنگ کی ایک خوبصورت پٹّی بھی آتی ہے، کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید تبدیل ہو گیا ہے؟ نعوذ باللہ!، اگر ایسا ہی دیکھا جائے تو نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں یہ تختی کی شکل میں دونوں اَٹّے بھی نہیں تھے، اس کا مطلب کیا یہ ہے کہ قرآن مجید تبدیل ہو گیا ہے؟ اصل قرآن مجید کا جو دعویٰ ہے وہ اٹّے کا یا رنگ کا یا نکتہ کا یا زبر زیر اور پیش کا ان ساری چیزوں کا نہیں ہے یہ تمام چیزیں تو عوام کی سہولت کے لئے بنائی گئی ہیں، ورنہ قرآن کا جو اصل عربی ٹیکسٹ Arabic Text ہے اس میں آج تک تبدیلی نہیں آئی ہے۔ قرآن مجید کے خلاف ان اعتراض کرنے والوں کی یہ کوشش دراصل عام لوگوں کو بھٹکانے کے لئے ہے، جب کبھی کوئی عیسائی آپ کے پاس آکر یہ بات کہے تو آپ پلٹ کر وار کریں گے اور کہیں گے کہ آج آپ کی جو بائبل ہے وہ سی ڈیز یا سوفٹ فائلس Soft files کی شکل میں آرہی ہے،

کیا آپ کی بائبل بھی بدل گئی ہے؟ عیسی علیہ السلام کے زمانے میں یہ سیڈیز یا سوفٹ فائلس Soft files کہاں تھی؟ آج کے زمانہ میں بائبل دو سیاہ تختیوں (اٹّوں) کے درمیان میں آرہی ہے، یہ کالا اٹّا جو انڈیا میں بنا ہے عیسی علیہ السلام کے زمانہ میں نہیں تھا، کیا آپ قبول کرتے ہیں کہ بائبل بدل گئی ہے؟ یہ لوگ جیسے آپ کو عام انداز میں بَھٹکانے کی کوشش کرتے ہیں تو آپ بھی انہیں عام انداز میں شک میں ڈال دیجئے۔ یہ ایک طریقہ ہے لیکن وہ لوگ اس سے بھی آگے جارہے ہیں، یہ لوگ کس طریقہ سے قرآن کے خلاف کام کررہے ہیں؟ اور کس طریقہ سے محنت کررہے ہیں؟ ان کی یہ محنت قرآن مجید کو تبدیل شدہ یا غیر محفوظ ثابت کرنے کے لئے ہے، ان کے شکوک وشبہات کی ایک ہلکی سی جھلک آپ کے سامنے رکھی ہے۔

کیا اللہ تعالی کا وجود ہے؟ اور کیا اللہ تعالی نے ہی قرآن مجید نازل کیا ہے؟:

آپ یہ کیسے ثابت کریں گے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ موجود ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہی یہ قرآن مجید نازل کیا ہے؟ یہ ثابت کرنے کے لئے بہت سارے طریقے علمائے کرام نے اپنائے ہیں، مثال کے طور پر عام طور سے یہ کہا جاتا ہے کہ اگر آپ اس کائنات کو دیکھیں گے تو اسے دیکھ کر اس کے بنانے والے کا پتا چلتا ہے کیونکہ کوئی چیز بغیر بنانے والے کے وجود میں نہیں آتی، دنیا میں جتنی بھی چیزیں ہیں وہ خود بخود نہیں آتی، یہ گھڑی یہ فین یہ مائک یہ کمپیوٹر اور یہ موبائیل فون وغیرہ تو ان تمام چیزوں کو دیکھ کر آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان کا کوئی نہ کوئی بنانے والا موجود ہوگا، اسی طریقہ سے یہ کائنات یہ چاند یہ سورج یہ ستارے یہ سیارے یہ پہاڑ یہ درخت اور یہ پانی وغیرہ ان تمام کا بنانے والا کوئی نہ کوئی

ضرور ہو گا۔

اللہ تعالی نے ہی قرآن مجید نازل کیا ہے، سات دلائل کی روشنی میں:

پہلی دلیل: اسحاق نیوٹن کے نظریہ کونسپٹ آف ان فرنس کے ذریعہ حجت:

لہٰذا اس سابق دلیل سے آپ زیادہ سے زیادہ صرف خالق Creator تک پہونچ سکتے ہیں لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ تک پہونچنے کے لئے آپ کو اور ایک پروف چاہیے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ تک پہونچنے کے لئے بہت سارے طریقے Methods اپنائے جاتے ہیں لیکن میں آپ کو ایک سادہ Simple طریقہ بتلاتا ہوں، یہ طریقہ ہمارے اسکولس کو جانے والے سبھی بچے جانتے ہیں، وہ طریقہ یہ ہے کہ اسحاق نیوٹن نے سترہویں صدی میں قوت ثقل یا کشش ثقل Gravity کا نظریہ پیش کیا ہے، اس نظریہ کے مطابق یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ زمین میں ایسی قوت موجود ہے جس کے ذریعہ سے تمام چیزیں نیچے کی طرف آتی ہیں، اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ چڑھتے وقت سیڑھیاں دشوار محسوس ہوتی ہیں لیکن اُترتے وقت نیچے اُترنے میں بڑی آسانی محسوس ہوتی ہے، اسحاق نیوٹن سے سوال کیا گیا کہ آپ نے اس قوت ثقل یا کشش ثقل Gravity کے نظریہ کو کیسے سمجھا اور معلوم کیا؟ اس نے Concept of inference کو بنیاد بناتے ہوئے جواب دیا کہ یہ Concept of inference ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک چیز جو معلوم ہے اسے سامنے رکھتے ہوئے اس چیز کو معلوم کرنا جو نامعلوم ہو، اس علم یا اصول کو کونسپٹ آف ان فرنس Concept of inference کہا جاتا ہے، یعنی کہ ایک گرتا ہوا سیب جو نیچے کی طرف جارہا ہے وہ اوپر کی طرف کیوں نہیں جارہا ہے؟ اس کا مطلب یہ نکلا کہ زمین کے اندر

قوت ثقل یا کشش ثقل Gravity ہے، اسحاق نیوٹن نے کہا کہ میں گرتے ہوئے سیب سے یہ نتیجہ نکال رہا ہوں کہ زمین کے اندر کھینچنے کی طاقت ہے، لیکن یہ کھینچنے کی طاقت میں تمہیں نہیں دکھا سکتا، میں آپ کو گرتا ہوا سیب دکھا سکتا ہوں، اس وقت کیا چیز نظر آرہی ہے؟ صرف گرتا ہوا سیب نظر آرہا ہے لیکن اس کے اندر قوت ثقل یا کشش ثقل Gravity نظر نہیں آرہی ہے، مجھے گرتے ہوئے سیب کے ذریعے زمین میں قوت ثقل یا کشش ثقل Gravity معلوم ہو رہی لیکن وہ نظر نہیں آرہی ہے۔ بالکل اسی طریقہ سے اس قرآن مجید کے ذریعہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو معلوم کیا جا سکتا ہے، اب وہ کیسے معلوم کریں گے؟ تو آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ یہ قرآن مجید کب نازل ہوا؟ سارے لوگ جانتے ہیں کہ یہ قرآن مجید محمد ﷺ کے زمانہ میں نازل ہوا، اور محمد ﷺ کب اور کس دور میں موجود تھے؟ وہ کہے گا کہ محمد ﷺ جب آئے تھے تو اس وقت ساری دنیا میں ڈارک ایجس Dark ages کا بول بالا تھا۔ اس ڈارک ایجس Dark ages کا مطلب یہ ہے ابھی یورپ بیدار نہیں ہوا تھا، اہل یورپ اس بیداری کو Renaissance کہتے ہیں، اس وقت 1452 کا زمانہ تھا، اس سے پہلے یہ یورپ والوں کو پتّہ لگا کر کپڑے پہننا نہیں آتا تھا، جنگلوں میں یہ لوگ پتّے لگا کر گھومتے پھرتے تھے، 1592 میں امریکہ دریافت ہوا، اس کے بعد زندگی کے تمام شعبوں میں ترقی شروع ہوئی۔ محمد ﷺ یورپ اور امریکہ کی ترقی کے بعد آئے یا پہلے آئے تھے؟ لوگ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ ان کے بیدار ہونے سے پہلے آئے تھے، اور آپ لوگ اس دور کو ڈارک ایجس Dark ages کہتے ہو، یعنی کہ معلومات Information کا کوئی راستہ ہی نہیں تھا، اور دوسری اہم چیز یہ ہے کہ کیا محمد ﷺ کو خود لکھنا پڑھنا آتا تھا؟ جواب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو نہ لکھنا آتا تھا اور نہ

پڑھنا آتا تھا، عربی زبان میں ایسے انسان کو جو دیکھ کر پڑھ نہیں سکتا اور لکھ نہیں سکتا "اُمّی" کہتے ہیں، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خود قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

" هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولاً مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ "(سورة الجمعة : ٢)

وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ یقیناً یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے"۔

یہ قرآن مجید ایک ایسے انسان پر نازل ہوا جسے لکھنا اور پڑھنا نہیں آتا تھا، یہ قرآن مجید ایک ایسے وقت نازل ہوا جس وقت لکھنے پڑھنے کا کوئی زیادہ رواج بھی نہیں تھا، اب بتلاؤ کہ قرآن مجید میں بہت سارے ایسے سائنسی حقائق وارد ہوئے ہیں کہ جنہیں آج کے زمانے کے سائنسدان بڑی محنت ومشقت اور سارے جدید آلات استعمال کرنے کے بعد بتلا رہے ہیں۔ آج سے چودہ سو سال پہلے ایک "اُمّی" رسول لوگوں کو یہ باتیں کیسے بتلا سکتا ہے؟ وہ دور تو تاریک دور یعنی Dark ages کا دور تھا، اگر نبی اکرم ﷺ اس Dark ages میں اپنی طرف سے کچھ لکھ لیتے تو کیا یہ ممکن تھا کہ ایسی علمی اور تحقیقی باتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بتلا سکتے؟ شاید یہ جواب سن کر وہ یہ کہیں گے کہ ہو سکتا ہے وہ انہوں نے یونہی کچھ باتیں کہہ دی ہوں، لیکن سائنس کا ایک اور اصول ہے جسے سمجھنا بہت ضروری ہے جسے ہم Theory of probability کہتے ہیں، اس Theory of

probability کا مطلب یہ ہے کہ اگر میں ایک سکے پر "ایک"، دوسرے پر "دو" اور تیسرے سکے پر "تین" لکھوں اور اسی طریقے سے دس سکّوں پر بالترتیب گنتی لکھتا ہی چلا جاؤں اور اس کے بعد میں ان سکّوں کو جیب میں ڈال کر اچھی طرح سے ہلاؤں، اور اس کے بعد ان میں سے ایک سکہ نکالوں تو ہر ایک سکے کا ترتیب کے ساتھ نمبر وار ایک دو تین نکل آنا ضروری نہیں ہے، اگر کبھی اندھا دھند نکل بھی جائے تو ہمیشہ ایسا ہی ہونا ناممکن ہے، Theory of probability اسی کو کہتے ہیں، کسی کی کوئی بات یا کوئی پیشن گوئی اگر کبھی صحیح ثابت ہو جائے تو ہمیشہ اسی شخص کی ہر بات یا پیشگوئی صحیح اور ثابت ہونا ناممکن ہے۔ قرآن مجید میں جتنی بھی باتیں ہیں وہ ساری کی ساری باتیں آج کی سائنس سے بھی زیادہ Advanced ہیں، سائنس ابھی بہت پیچھے ہے، قرآن مجید کو سائنس کی کوئی ضرورت نہیں ہے، جب کہ خود قرآن مجید میں انسانیت کے لیے انکشافات اور رہنمائیاں ہیں جنہیں دیکھ کر خود ماڈرن سائنس Modern Science حیران ہے، اس کا مطلب یہ نکلا کہ یہ قرآن مجید ایک انسان کا لکھا ہوا کلام نہیں ہو سکتا، یہ اسی ذات کا کلام ہے جس نے یہ ساری کائنات بنائی ہے، یہ اسی کا کلام ہے جس نے ساری کائنات اور اس کے سارے ستارے سیارے اور اس کے ذرے ذرے کو پیدا کیا ہے، کیونکہ خالق Creator ہی اپنی مخلوق Creation کو زیادہ بہتر جانتا ہے جس کو قرآنِ کریم نے ایک جگہ کچھ ایسے بیان کیا" اَلا یعلم من خلق" یہ سوال دراصل بذات خود ایک مکمل بیان ہے کہ جس نے تمہاری تخلیق کی وہ نہیں جانے گا تو اور کون جانے گا، اس کے پاس حقیقی اور لا محدود علم نہ ہو گا تو اور کس کے پاس ہو گا۔ جیسے اگر میں نے کوئی گاڑی بنائی تو اس گاڑی یا پروڈکٹ کو زیادہ بہتر طور پر میں ہی جان سکتا ہوں یا مجھ سے زیادہ وہ انسان جان سکتا ہے

جسے ابھی گاڑی چلانا بھی نہ آتا ہو؟ اسی لئے گاڑی بنانے والا ہی خود Instructions بھی مہیا کرواتا ہے کہ گاڑی میں تیل کروسین یا گرم پانی مت ڈالو بلکہ اس میں پٹرول ڈالو، کیونکہ اس بنانے والے کو زیادہ معلوم ہے کہ یہ گاڑی صرف پیٹرول سے چل سکتی ہے۔ بالکل اسی طریقہ سے قرآن مجید میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو باتیں بتلائی ہیں وہ باتیں آج کی سائنس سے بھی زیادہ Advanced ہیں، کئی ایسی قرآنی آیات اور ان کی سائنسی توجیہ ہے کہ جن کی بابت جدید سائنس Modern Science بھی حیران ہے کہ قرآن مجید میں ایسی باتیں آخر کہاں سے آگئی ہیں؟ ہم کہیں گے کہ محمد ﷺ جو ایک "اُمّی" تھے انہوں نے بھی یہ قرآن نہیں لکھا ہے بلکہ اللہ تعالی نے یہ قرآن نازل کیا ہے، اس زمانے میں کوئی معلومات Information حاصل کرنے کا راستہ بھی نہیں تھا یا پھر ایسا بھی ناممکن ہے کہ کسی انسان نے انہیں یہ علم دے دیا ہو یا کسی انسان نے لکھا ہوا لا کر ان کے ہاتھ میں تھما دیا ہو کیونکہ معلومات Information اس زمانے میں عام تھی ہی نہیں، کوئی سائنسدان یا کوئی فلاسفی نے آکر ہاتھ میں یہ کتاب تھما دی ہو ایسا ناممکن ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ تو "اُمّی" تھے، نبی اکرم ﷺ کو دیکھ کر پڑھنا آتا ہی نہیں تھا، اب صرف ایک ہی ذریعہ Source باقی رہ جاتا ہے وہ ہے اللہ تعالی کی جانب سے حاصل ہونے والا Source یعنی آسمان سے وحی کا راستہ اور یہی حق ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی تبھی اتنی عظیم اور پیاری باتیں اس قرآن مجید میں موجود ہیں، جس میں ایک بھی غلطی نہیں ہے، اس کا مطلب یہ نکلا کہ یہ قرآن مجید ایک انسان کا کلام ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ایک انسان کا ایسی عظیم باتیں اور وہ بھی 100 فیصد صحیح باتیں کرنا ناممکن ہے۔ قرآن مجید اللہ سبحانہ وتعالی نے نازل فرمایا ہے، اس اللہ تعالی کی صفات کیا

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

ہیں؟ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (١) اللَّهُ الصَّمَدُ (٢) لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (٣) وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ (٤) "(سورة الاخلاص)

" آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک (ہی) ہے، اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے"۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی یہ چند صفات ہیں، اور یہی اللہ سبحانہ و تعالی ہے جس نے قرآن مجید نازل کیا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:"إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ" سورۃ الحجر،۹ "ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں".

دوسری دلیل: مشہور سائنسدان ولیم کیت مورے کا اقرار اور قرآن مجید میں مراحلِ حمل کا ذکر:

یہ ایک آسان طریقہ ہے جس کے ذریعہ سے آپ سامنے والے کو بتلا سکتے ہیں کہ بھائی! اس قرآن مجید میں اس زمانہ کی سائنس کی اتنی بہترین باتیں کیسے آئی ہونگی؟ سامنے والا سمجھ جاتا ہے کہ یہ قرآن مجید ایک انسان خود نہیں لکھ سکتا بلکہ یہ تو اللہ رب العالمین کا ہی کلام ہے، یہ باتیں کون کہہ رہے ہیں؟ کیا یہ باتیں میں کہہ رہا ہوں؟ یہ باتیں صرف میں نہیں بلکہ ایک غیر مسلم سائنس دان ولیم کیت مورے بھی اپنی کتاب "The embryology " (embryology" کا مطلب کیا ہے؟ رحم مادر میں جو بچہ کا ارتقاء Development ہوتا ہے اسے embryology کہتے ہیں، اور اس embryology کے علم کا سب سے بڑا ماہر انسان کون ہے؟ ایسا ایک ہی نام آتا ہے، ان

کا نام ہے ویلم کیت مورے، یہ ابھی زندہ ہیں، انہوں نے لکھا ہے کہ رحم مادر میں بچے کے ارتقاء Development کے بارے میں ہمیں اسٹڈی کرنی تھی، حمل کے 9 مہینوں کی مدت کو تقسیم کرنے میں بہت دقت آرہی تھی، پہلے ہم نے کہا کہ چلو! ہم اس مدت کو مہینوں میں تقسیم کرتے ہیں لیکن اس میں کافی مشکلیں آرہی تھیں، پھر ہم نے اس مدت کو ہفتوں میں تقسیم کیا لیکن تب بھی ہمیں دقت آرہی تھی، آخر میں ایک مسلمان نے ان سے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ آیات آپ کے کام آئیں گی، سورہ مومنوں سورہ نمبر 23 کی آیت نمبر 13، 14 اور 15 میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ (١٢) ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ (١٣) ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ ۚ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ " سورة المؤمنون ، ١٢

"یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا، پھر اسے نطفہ بنا کر محفوظ جگہ میں قرار دے دیا، پھر نطفہ کو ہم نے جما ہوا خون بنا دیا، پھر اس خون کے لو تھڑے کو گوشت کا ٹکڑا کر دیا۔ پھر گوشت کے ٹکڑے کو ہڈیاں بنا دیں، پھر ہڈیوں کو ہم نے گوشت پہنا دیا، پھر دوسری بناوٹ میں اس کو پیدا کر دیا۔ برکتوں والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے"۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حمل کی مدت کو سات Stages میں تقسیم کیا ہے، پہلا مرحلہ چالیس دن کا ہوتا ہے، جسے نطفہ کہا گیا ہے، اسے صحیح مسلم میں چالیس دن کا مرحلہ

کہا گیا ہے، پھر اس کے بعد آگے کہا گیا کہ یہ نطفہ علقہ بن جاتا ہے پھر یہ علقہ بعد میں مضغہ بن جاتا ہے، ان مراحل کی تفصیلات پڑھ کر ولیم کیت مورے حیران ہو گیا اور اس نے کہا کہ ہم نے اپنے جدید آلات لگا کر یہ کوشش کی لیکن تب بھی ہم یہ اسٹیج اتنے باریک انداز میں نہیں نکال پائے، جب کہ قرآن مجید میں آج سے چودہ سو سال پہلے نبی اکرم ﷺ نے اس مرحلہ کے سات اسٹیجس بتلائے ہیں جو بالکل صحیح perfect میچ ہوتے ہیں، آخر میں ویلم کیت مورے William Keith more کہتے ہیں کہ یہ پڑھنے کے بعد ہمارے لیے embryology کے ارتقاء Development کو اسٹڈی کرنا آسان ہو گیا ہے، اور پھر کہا کہ اس ارتقاء Development کو معلوم کرنے کے لئے اس سے بہترین کوئی طریقہ نہیں ہے۔ ایک مرتبہ ویلم کیت مورے استاذ نے سوال کیا کہ یہ قرآن مجید کس نے لکھا ہے؟ طلبہ نے کہا" آپ ہی بتلائیں سر! کس نے لکھا ہو گا؟ پھر ویلم کیت مورے نے طلبہ سے سوال کیا کہ تم ہی بتلاؤ کہ اس کے لکھنے والے کون ہیں؟ وہاں غیر مسلم طلبہ نے کہا کہ محمد ﷺ نے لکھ لیا ہو گا، ویلم کیت مورے William Keith more نے سوال کیا کہ اس زمانہ میں محمد ﷺ نے اتنی باریکی سے یہ ساری باتیں کیسے بتائی ہوں گی جب کہ ان کے پاس کوئی دوسرا سورس Source بھی نہیں تھا، ان بچوں نے کہا کہ شاید اس زمانے میں کوئی مشین تھی ہو گی جس میں دیکھ کر انہوں نے بتلا دیا ہو گا" ویلم کیت مورے نے کہا: "اچھا! محمد ﷺ نے اس مشین کا استعمال بھی کیا اور اس کے بعد اسے صحراء میں کہیں کسی ریت کے پہاڑ میں چھپا بھی دیا ہو گا۔۔۔!؟" طلبہ ہنسنے لگے۔۔۔! کیونکہ اگر اس ماڈرن سائنس Modern Science کے دور میں ایسی مشین کا وجود مشکل ہے تو پھر آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے ایسی مشین کا وجود

ناممکن ہے، اس کے بعد ویلم کیت مورےWilliam Keith more نے لکھا ہے کہ " مجھے یقین ہے اور یہ بات ماننے میں مجھے کوئی شک نہیں ہے کہ یہ کتاب قرآن مجید کوئی انسان نہیں لکھ سکتا، یہ ساری باتیں صرف اور صرف اوپر والے کی طرف سے ہی آسکتی ہیں جو کہ خالق Creator ہے، جو بچہ کو پیدا کرتا ہے اور اس کے ارتقاء Development کو جانتا ہے وہی اتنے باریک انداز سے یہ ساری باتیں بتلا سکتا ہے، میں یہ ماننے کے لئے تیار ہوں کہ یہ قرآن مجید اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہے۔

یہ پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ قرآن مجید تلاشِ بسیار کے باوجود کسی انسان کا کلام ہو ہی نہیں سکتا، اب یہ بات کُھل کر سامنے آچکی ہے کہ یہ قرآن مجید اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہے۔

اسحاق نیوٹن کی فلاسفی یہ تھی کہ گرتے ہوئے سیب سے آپ قوت ثقل یا کشش ثقل Gravity معلوم کرسکتے ہیں لیکن ہم اس قوت ثقل یا کشش ثقل Gravity کو دیکھ نہیں سکتے، بالکل اسی طریقے سے قرآن مجید کے ذریعہ ہم یہ معلوم کرسکتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ موجود ہے جو کہ ہمیں نظر نہیں آرہا ہے، اس ساری کائنات کا ایک عظیم خالق Creator موجود ہے جو کہ قرآن مجید میں عظیم باتیں اور حقائق بتلا رہا ہے۔

تیسری دلیل: بگ بینگ تھیوری کے ذریعہ دلیل اور اس کا قرآن میں ذکر:

اس اعتراض کے جواب میں کہ آپ یہ کیسے ثابت کریں گے کہ قرآن مجید اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ہے ہم ایک اور مثال دے سکتے ہیں۔ وہ مثال یہ ہے کہ بگ بینگ تھیوری Big bang theory کے مطابق ایک بہت بڑا دھماکہ ہوا اور اس دھماکے سے

ساری کائنات چاند سورج ستارے سیارے اور کہکشاں Galaxies وغیرہ وجود میں آئے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اب تک کی ریسرچ کے مطابق 100 بلین کہکشاں Galaxies پائے جاتے ہیں ان سو بلین کہکشاں Galaxies میں سے ایک کہکشاں Galaxy کا نام ہے Milky way ہے، اس ایک کہکشاں Galaxy کے اندر 200 بلین تارے ہیں، ان دو سو بلین تاروں میں سے ایک ہمارا سورج بھی ہے، اس سورج کے اطراف 45 سیٹالائیٹ Satellite اور آٹھ پلانیٹ سیارے ہیں، ان سیاروں میں سے ایک سیارہ ہماری زمین بھی ہے۔ یہ ساری کہانی صرف ایک کہکشاں Galaxy کی ہے، جو کہ ملکی وے Milky way کے نام سے معروف ہے، اسی ملکی وے Milky way کی طرح اس کائنات میں 100 بلین کہکشاں Galaxies پائے جاتے ہیں۔ اندازہ لگایئے کہ کتنی بڑی یہ کائنات ہے! یہ ساری کی ساری کیسے وجود میں آئی ہے؟ کہتے ہیں کہ اس کائنات کے وجود کی وجہ Big bang theory بیان کرتی ہے۔ اس تھیوری کا مطلب یہ ہے کہ ایک بہت بڑا دھماکہ ہوا، اس کے بعد یہ ٹوٹ کر الگ الگ ہوگئے اور ساری کائنات اور اس کے اندر یہ 100 بلین کہکشاں Galaxies وجود میں آگئے، bang theory کے بارے میں کب پتا چلا؟ کہتے ہیں کہ حال ہی میں 40 یا 50 سال قبل یہ Big bang theory معلوم کی گئی ہے۔ لیکن ایک مسلمان اس Big bang theory کو چودہ سو سال سے پڑھتا ہوا اور پڑھاتا ہوا آرہا ہے، جیسا کہ سورہ انبیاء سورہ نمبر 21 کی آیت نمبر 30 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرمارہا ہے:

" أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ

ASK ISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

"

"کیا کافر لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان وزمین باہم ملے جلے تھے پھر ہم نے انہیں جدا کیا اور ہر زندہ چیز کو ہم نے پانی سے پیدا کیا، کیا یہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے"۔

اس آیت کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ان کے شاگردوں نے سوال کیا کہ اس آیت کی تشریح کیا ہے؟(یہ واقعہ تفسیر قرطبی میں موجود ہے)، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اس آیت کو سورہ فصلت سورہ نمبر 41 کی ابتدائی آیتوں سے جوڑ کر پڑھوگے تو سمجھ میں آجائے گا،اس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

" ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاء وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ اِئْتِيَا طَوْعاً أَوْ كَرْهاً قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ "

"پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں (سا) تھا پس اس سے اور زمین سے فرمایا کہ تم دونوں خوشی سے آؤ یا ناخوشی سے دونوں نے عرض کیا ہم بخوشی حاضر ہیں"۔

یہ تفسیر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کی ہے اور یہ صحابی چودہ سو سال پہلے کے تھے۔ آج سائنسدان آلات کے ذریعہ یہ بات بتلا رہے ہیں، اس طرح عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ایڈوانسڈ ہوئے یا آج کے سائنسدان ایڈوانسڈ ہوئے؟ اگر آپ قرآن مجید میں غور وفکر اور تدبر کریں گے تو اس میں ایسے ایسے علوم ہیں جنہیں بالکل صحیح طریقے سے سائنسدان بھی نہیں سکھا سکتے، جیسا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ

عنہ اس Big bang theory کو چودہ سو سال پہلے بتلا رہے ہیں، یہی باتیں آج کے سائنسدان اتنی ساری ریسرچ اور اتنی ساری مشینیں ایجاد کرنے کے بعد بتلا رہے ہیں۔

چوتھی دلیل :پانی ہر چیز کی جان ہے، قرآن کا بیان اور سائنس کا اعتراف:

اسی اعتراض کے جواب میں ایک اور مثال آپ پیش کر سکتے ہیں کہ یہ دنیا ومافیہا یعنی میں آپ اور یہ سارے انسان یہاں تک کہ حیوانات اور نباتات وغیرہ اگر آپ پوچھیں کہ ان سب کی بنیاد Base کیا ہے ؟تو آج کے سارے سائنسدان کہتے ہیں کہ بھائی !ان میں ایک ڈی۔ین۔اے D.N.A پایا جاتا ہے اور ڈی۔ین۔اے D.N.A کی بنیاد Base پانی پر ہے، H2O فارمولہ کے ذریعہ سے یہ ڈی۔ین۔اے D.N.A اپنی غذا حاصل کرتا ہے، اس تھیوری کی تصدیق کے لئے آپ قرآن مجید پڑھ سکتے ہیں کہ سورہ انبیاء سورہ نمبر 21 کی آیت نمبر 30 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا

: " وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ "

" اور ہر زندہ چیز کو ہم نے پانی سے پیدا کیا، کیا یہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے "۔

آج ان سائنسدانوں نے اتنی ساری محنت کے بعد اس ڈی۔ین۔اے D.N.A کے نظریہ کو دریافت کیا ہے جب کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس قرآن مجید میں چودہ سو سال پہلے ہی اس نکتہ کو بیان کر دیا تھا، کیا یہ لوگ اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود اب بھی ایمان نہیں لاتے ہیں؟ آپ اس طریقہ سے لوگوں سے بات چیت کر سکتے ہیں اور انہیں صحیح دین کی طرف لانے کی کوشش کر سکتے ہیں، اس کے لئے آپ تین آیات ذہن

AskIslamPedia
Free Online Islamic Encyclopedia

میں رکھئے، 1۔ سورہ انبیاء سورہ نمبر 21 کی آیت نمبر 30 میں دو باتیں ہیں، 2۔ سورہ مومنون سورہ نمبر 23 کی آیت نمبر 13، 14، 15 اور 3۔ سورہ فصلت سورہ نمبر 41 کی آیت نمبر 11۔

پانچویں دلیل: قرآن مجید کی ابو لہب سے متعلق سچی پیشگوئی:

اور ایک طریقہ ہے جو بالکل عام انداز کا ہے، اگر کسی کے پاس سائنس کی معلومات نہیں ہیں تو ایسے عام انسان کے سامنے اس طریقے سے بھی قرآن کی حقانیت کا ثبوت دیا جاسکتا ہے کہ یہ قرآن مجید اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ہے، محمد ﷺ نے اسے خود سے نہیں لکھا ہے، یہ "تنزیل من الرحمان" ہے۔ قرآن مجید میں ایک سورت ہے جس کا نام سورہ لہب یا سورہ مسد ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ (١) مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ (٢) سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ (٣) وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ (٤) فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ (٥) " سورة اللهب "

"ابو لہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ (خود) ہلاک ہو گیا، نہ تو اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی، وہ عنقریب بھڑکنے والی آگ میں جائے گا، اور اس کی بیوی بھی (جائے گی،) جو لکڑیاں ڈھونے والی ہے، اس کی گردن میں پوست کھجور کی بٹی ہوئی رسی ہو گی"۔

اس سورت کے ذریعہ آسان طریقہ سے آپ کسی کو بھی سمجھا سکتے ہیں کہ یہ قرآن مجید اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ہے، کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ہر ایک کے پاس

سائنسی معلومات کی واقفیت نہیں ہوتی، لہذا جن کے پاس سائنس کی معلومات نہیں ہوتی ہیں انہیں کیسے سمجھایا جائے؟ اس لئے میں ایسے لوگوں کے لئے یہ آسان طریقہ بتلا رہا ہوں، سورہ ابی الھب یا سورہ مسد سورہ نمبر 111 کب نازل ہوئی؟ یہ سورۃ اس وقت نازل ہوئی جب نبی اکرم ﷺ کوہِ صفا پر چڑھ کر لوگوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین کی دعوت دے رہے تھے، خود نبی اکرم ﷺ کے چچا ابو لہب نے نبی اکرم ﷺ پر پتھر پھینک کر مارتے ہوئے کہا تھا کہ "تبًّا لكَ ! أما جمعتَنا إلاّ لهذا؟"

(الراوي: عبد الله بن عباس | المحدث: مسلم | المصدر: صحيح مسلم | الصفحة أو الرقم: 208)

" اے محمد! تمہاری بربادی ہو، کیا یہ سب بتلانے کے لئے تم نے ہمیں جمع کیا تھا؟"۔

اس کے بعد یہ سورہ سورہ ابی لہب نازل ہوئی کہ ابو لہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے، وہ برباد ہو گیا، اور وہ دھکتی ہوئی آگ میں جائے گا۔ اس سورت میں اس بات کو Confirm کیا جارہا ہے کہ ابو لہب ایمان نہیں لائے گا، وہ نبی اکرم ﷺ کے دین کو قبول نہیں کرے گا، اور ایسے ہی ہوا۔ یہ سورت نازل ہونے کے 11 سال بعد وہ مر گیا، اس درمیان وہ ہمیشہ نبی اکرم ﷺ کو جھوٹا، دیوانہ، جادوگر اور کاہن وغیرہ کہتا تھا، اور اس قرآن مجید کو جھوٹی کتاب یا اساطیر الاولین یعنی پہلے لوگوں کی فرسودہ داستانیں کہتا تھا، اگر یہ بے وقوف ایک مرتبہ جھوٹے منہ سے بھی کلمہ پڑھ لیتا تو یہ قرآن مجید کی آیات بظاہر جھوٹی ثابت ہو سکتی تھیں۔ یہ سردار تھا، اس کی معاشرے میں بہت عزت تھی اور اسی کے بَل بوتے وہ نبی اکرم ﷺ اور اہل ایمان کو دھمکاتے ہوئے پھرتا تھا، اگر ایک

مرتبہ بھی وہ سب کے سامنے یہ کہہ دیتا کہ لوگو دیکھو! اگر یہ قرآن مجید سچا ہے اور اس نے میرے بارے میں یہ کہا ہے کہ میں جہنم میں جاؤں گا میں مسلمان نہیں ہوں گا اور کلمہ نہیں پڑھوں گا تو دیکھو! میں تم سب کے سامنے کلمہ پڑھ رہا ہوں، لیکن آپ تعجب کریں گے یہ آدمی ان گیارہ سالوں میں ایک مرتبہ بھی جھوٹے منہ سے کلمہ نہیں پڑھا، یہ کیوں اور کیسے پڑھے گا؟ غیب جاننے والا تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کہ یہ کبھی کلمہ پڑھے گا ہی نہیں۔ اس کا صاف مطلب یہ نکلا کہ اس قرآن مجید کو کسی انسان نے خود سے نہیں لکھا ہے بلکہ یہ ایک غیب جاننے والے کی طرف سے ہے، اس طریقہ سے آپ Prove کر سکتے ہیں کہ قرآن مجید اللہ تعالی کی جانب سے نازل کردہ ہے۔

چھٹّی دلیل: قرآن جیسا کلام پیش کرنے سے اسلام مخالف دنیا آج تک قاصر ہے:

اسی اعتراض کے جواب میں آپ اور ایک طریقہ بروئے کار لا سکتے ہیں اور یہ Prove کر سکتے ہیں کہ قرآن مجید اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ہے اور محمد ﷺ نے خود اپنی طرف سے یہ قرآن نہیں لکھا ہے۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ قرآن کی زبان عربی ہے، اور قرآن مجید میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ایک کُھلا ہوا چیلنج بھی دے دیا ہے۔ اس زمانہ کے کفار جو تھے وہ کہتے تھے کہ ہو سکتا ہے کہ بعض لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کو مل کر سکھا دیا ہو گا یا کہیں سے نبی اکرم ﷺ نے قرآن مجید لے لیا ہو گا، اس لئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انہیں اس وقت یہ چیلنج دیا کہ اگر تم یہ کہتے ہو کہ یہ قرآن ایک انسانی کلام ہے تو تم بھی تو ایک انسان ہو تم بھی تو اہلِ فن ہو اور تم بھی تو اہلِ زبان ہو لہذا ایسا ہی کلام تم بھی لے کر

آؤ۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَـٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ﴿٨٨﴾ " سورة بنى اسرائيل

" کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان اور کل جنات مل کر اس قرآن کے مثل لانا چاہیں تو ان سب سے اس کے مثل لانا ناممکن ہے گو وہ (آپس میں) ایک دوسرے کے مدد گار بھی بن جائیں"۔

اس چیلنج کے بعد کئی دنوں تک جب کوئی جواب نہیں آیا تو اللہ تعالی نے اس سے آسان چیلینج انہیں دیا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورہ ہود سورہ نمبر 11 کی آیت نمبر 13 میں ارشاد فرمایا:

" أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ"

" کیا یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو اسی نے گھڑا ہے۔ جواب دیجئے کہ پھر تم بھی اسی کی مثل دس سورتیں گھڑی ہوئی لے آؤ اور اللہ کے سوا جسے چاہو اپنے ساتھ بلا بھی لو اگر تم سچے ہو"۔

محمد ﷺ بھی انسان ہیں اور تم بھی ایک انسان ہو، قرآن مجید اسی عربی میں نازل ہوا ہے جس عربی میں تم بات کرتے ہو، قرآن کے وہی الفاظ ہیں اور وہی حروف تہجی ہیں جن کا تم استعمال کرتے ہو، یہ کوئی نئی زبان نہیں ہے، جب کہ تم اپنے میدان کے شہ سوار ہو، تمہارے پاس معلقات ہیں، تمہارے پاس لبید بن ربیعہ جیسے شعراء ہیں، تم

میں امرؤ القیس طرفہ اور زہیر جیسے شعراء موجود تھے۔ اگر محمد ﷺ ایک انسان ہیں اور ایک عربی جاننے والے ہیں تو تم بھی انسان ہو اور تم بھی عربی اچھی طریقہ سے جانتے ہو لہذا اس جیسی صرف دس سورتیں لے کر آؤ۔ ان کفارِ مکہ سے اس قرآن کی سورتوں کے مثل دس سورتیں لانا مشکل ہو گیا تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے پھر ایک مرتبہ اس سے آسان چیلنج کیا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سورہ بقرہ سورہ نمبر 2 کی آیت نمبر 23 میں ارشاد فرمایا ہے:

" وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ "

"ہم نے جو کچھ اپنے بندے پر اتارا ہے اس میں اگر تمہیں شک ہو اور تم سچے ہو تو اس جیسی ایک سورت تو بنا لاؤ، تمہیں اختیار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو"۔

نیز سورہ یونس سورہ نمبر 10 کی آیت نمبر 38 نازل کرتے ہوئے فرمایا:

" أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ "

"کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ آپ نے اس کو گھڑ لیا ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ تو پھر تم اس کے مثل ایک ہی سورت لاؤ اور جن جن غیر اللہ کو بلا سکو، بلا لو اگر تم سچے ہو"۔

آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ اس قرآن مجید میں سب سے چھوٹی سورت کونسی ہے؟ سورۃ الکوثر جس میں صرف تین آیات ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (١) فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (٢) إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ (٣)"

"یقیناً ہم نے تجھے (حوض) کوثر (اور بہت کچھ) دیا ہے، پس تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر، یقیناً تیرا دشمن ہی لاوارث اور بے نام ونشان ہے"۔

جب یہ کفارِ مکہ ایک سورۃ بھی نہ لاسکے تو اللہ تعالی نے اس آسان چیلینج سے بھی زیادہ آسان چیلینج دیا، سورہ طور سورہ نمبر 52 کی آیت نمبر 34 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

" فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ (٣٤)"

"اچھا اگر یہ سچے ہیں تو بھلا اس جیسی ایک (ہی) بات یہ (بھی) تو لے آئیں"۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کلام کی بات الگ ہے خود صحیح بخاری میں نبی اکرم ﷺ کی بیان کردہ احادیث ہیں ان کا جواب نہیں لاسکتے، پھر کیسے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کلام کے جواب میں اپنا کلام پیش کر سکیں گے؟۔ آج کل کے چند کافر عرب کے لوگ اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں جیسے اَنیس شرّوش نامی ایک شخص ہے جس نے " الفرقان الحق "نامی کتاب لکھی، یہ وہی شخص ہے جس شیخ احمد دیدات سے Debate میں شکست کھائی تھی اور اس کی ساری دنیا میں ذلت ہوئی تھی، لوگ اسے گالیاں دینے لگے تھے، اور اس پر لوگوں نے کروڑوں ڈالر خرچ کئے تھے لیکن اس نے اپنی جان بچانے اور ذلت سے بچنے کے لئے ایک محنت کی اور قرآن جیسا کلام پیش کرنے کی ناپاک اور ناکام کوشش کی، یہ مکمل 61 سورتوں پر مشتمل ہے کیونکہ یہ ایک عربی عیسائی تھا اس لئے اس نے اپنی

عربی زبان میں کوشش کی لیکن لوگوں نے اس کی کتاب کا نام الٹا رکھا "الفرقان الکذب" کہ یہ جھوٹا فرقان ہے۔ اس نے کہا کہ قرآن مجید کہتا ہے کہ ایک سورت لاؤ میں نے تو 61 سورتیں لائی ہیں، اس نے پہلی سورت کا نام "بسملہ" رکھا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے، آمین۔ وہ لوگ جو عربی نہیں جانتے اور نہ ہی قرآن کے بارے میں کچھ جانتے ہیں تو ایسے لوگوں کے جلدی متاثر ہونے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔

ہمارے ہندوستان میں کیا حال ہے؟ آپ کو میں بتلانا چاہتا ہوں کہ ہم کچھ بھی عربی زبان میں دیکھتے ہیں تو فوراً اسے چومنا اس سے برکت لینا اور اسے سینے سے لگانا شروع کر دیتے ہیں، ایسا نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہمیں پہلے اس کی تحقیق کرنے کی ضرورت ہے، مومن بندوں کی قرآن مجید میں اس طرح تعریف کی گئی ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا " سورة الفرقان ، ٧٣ "

اور جب انہیں ان کے رب کے کلام کی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ اندھے بہرے ہو کر ان پر نہیں گرتے۔"۔

ہندوستانی مسلمان عربی میں لکھی گئی ہر چیز کو گلے لگا لینا اسے چومنا اسے بوسہ دینا اور اسے برکت سمجھنا وغیرہ شروع کر دیتے ہیں، اسی طریقہ سے نیٹ پر بیٹھنے والے بہت سارے ساتھی جنہیں کچھ پتا نہیں ہوتا ہے تو وہ انٹرنیٹ کے ذریعہ فتنوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں، جیسے سورہ نور کی جگہ ان کافروں نے سورہ نورین لکھا ہے، اور اسی طریقہ سے ان کافروں نے دیگر عربی الفاظ میں من گھڑت سورتیں ایجاد کر لی ہیں، جیسے سورۃ البسملۃ

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

اور سورۃ الوصایا وغیرہ، ہمارے لوگ جیسے ہی رمضان آتا ہے تو بظاہر دین کے قریب آجاتے ہیں اور ان گمراہ کن چیزوں کو لے کر پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ شیخ احمد دیدات کے فرزند جب مدینہ آئے تو اپنے ساتھ ایک کتاب بھی لائے، جس کے دونوں اٹّے Covers بالکل قرآن مجید کی طرح ہی تھے، لگ رہا تھا کہ جیسے سعودی عرب میں یہ کتاب پرنٹ ہوئی ہے، حالانکہ ان دونوں اٹّوں کے درمیان پوری کی پوری بائبل لکھی ہوئی ہے، اگر ہم قرآن کی بات کریں گے تو عجیب بات کرتے ہیں کہ قرآن مجید سمجھ میں نہیں آتی ہے جب کہ غیر مسلم حضرات قرآن مجید پڑھ کر اور اسے سمجھ کر کلمہ بھی پڑھ رہے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب قرآن مجید سمجھنے کی بات آتی ہے تو لوگ یہ غلط بات سمجھتے ہیں کہ ہمیں مفسر بننا ہے، آپ سے کس نے کہا کہ مفسر بن کر بیٹھ جاؤ؟ آپ کو صرف وہ آیات پڑھنا ہے جن میں توحید، رسالت، آخرت، جہنم یا جنت کا ذکر موجود ہے، آپ کو وہ آیات سمجھنے کی کوشش کرنا نہیں ہے جن میں مسئلے مسائل ہوں اور آپ جنہیں بآسانی سمجھ نہ سکتے ہوں، یہ تحقیق علماء کرام کا کام ہے۔ قرآن مجید میں انبیاء کرام علیہم السلام کے قصّے ہیں، قرآن مجید میں توحید کی بات ہے جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (١) اللَّهُ الصَّمَدُ (٢) لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (٣) وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ (٤)" سورة الاخلاص

" آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک (ہی) ہے، اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے"۔

اس بات کے خلاف کون مسلمان کہہ سکتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ دو ہے؟ جو چیزیں سمجھ میں آسکتی ہیں انہیں ہم آسانی کے ساتھ سمجھ سکتے ہیں، اس طرح قرآن سمجھ

ASK ISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

کر پڑھنا چاہئے لیکن قرآن میں مذکور دیگر مسائل جیسے شادی، طلاق، جائداد اور حدود وغیرہ علماء کرام کے حوالے کر دیجئے۔ اس بارے میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کچھ آیات ایسی ہیں جنہیں ہر عام مسلمان سمجھ سکتا ہے اور کچھ آیات ایسی ہیں جنہیں صرف وہ علماء کرام ہی سمجھ سکتے ہیں جن کے پاس عربی زبان کا علم اور جن کے پاس فہمِ سلف اور منہجِ سلف ہوتا ہے۔ لہذا آپ ہر آیت سمجھنے کی کوشش نہ کریں، البتہ وہ آیات جن میں موسیٰ علیہ السلام کے قصے ہیں کہ کیسے وہ فرعون کے پاس جاکر دعوت کا کام کرتے ہیں؟ کیسے وہ لوگوں کو ظلم سے نجات دیتے ہیں؟ اور عیسیٰ علیہ السلام، نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے قصے موجود ہیں ان آیات کو آسانی سے آپ پڑھ اور سمجھ سکتے ہیں۔ خاص طور پر سورتوں کے نام ترتیب کے ساتھ اپنے بچوں کو ضرور یاد کروائیں، جیسے سورہ فاتحہ سورہ نمبر 1 سورہ بقرہ سورہ نمبر 2 سورہ آل عمرآن سورہ نمبر 3 سورہ نساء سورہ نمبر 4 اور اسی طرح تمام 114 سورتوں کو مع نمبر یاد کروائیں، پھر یہی نام برعکس ترتیب کے ساتھ بھی یاد کروائیں جیسے سورہ ناس سورہ نمبر 114 سورہ فلق سورہ نمبر 113 سورہ اخلاص سورہ نمبر 112 اور سورہ مسد سورہ نمبر 111 وغیرہ، صعودی اور نزولی ترتیب Ascending Oder and Descending Order میں بھی یاد کروائیں تاکہ بچوں کو مکمل طریقہ سے یاد ہو جائے۔ جب کبھی ایسے فتنہ پرور حالات پیدا ہو جائیں کہ جھوٹی کتابوں کو قرآن مجید باور کروانے کی کوشش کی جارہی ہو تو بچے دیکھ کر ہی بتادیں گے کہ یہ قرآن کی سورتیں نہیں ہو سکتی۔ میں نے ابھی کہا تھا کہ یہ جھوٹا کلام جسے قرآن کے خلاف چیلنج کے طور پر پیش کیا جارہا ہے اسے انٹرنیٹ پر باقاعدہ اسلام مخالفین لوگ پھیلارہے ہیں، اس جھوٹے قرآن کی باقاعدہ ایک قیمت ہے، لوگ اسے ڈالرس میں خرید

رہے ہیں، نعوذ باللہ من ذلک۔ آج کے اسلام مخالف لوگوں نے 61 سورتیں پیش کی ہیں اور ہر زمانہ میں قرآن کی سورتوں جیسی من گھڑت سورتیں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ خود نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں بھی مسیلمہ کذاب نامی جھوٹے مدعی نبوت نے ایک من گھڑت سورت پیش کرنے کی کوشش کی تھی، اس نے سورہ فیل:

" أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ (١) أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ (٢) وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ (٣) تَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ(٤) فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ (٥) "

کے جواب میں ایک اور سورت پیش کرنے کی کوشش کی، وہ من گھڑت سورة اس طرح ہے: " الْفِيلُ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْفِيلُ، لَهُ ذَنَبٌ وَبِيلٌ، وَخُرْطُومٌ طَوِيلٌ.[7] " "إعجاز القرآن والبلاغة النبوية ,لمصطفى صادق الرافعي" اس کا ترجمہ یہ ہے "ہاتھی رے ہاتھی! تجھے کیا معلوم کہ کیا ہے ہاتھی؟ جس کی لمبی سونڈ ہے اور لمبی دم ہے۔۔۔!"۔ مسیلمہ کذاب نے یہ من گھڑت سورة لوگوں کے سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ دیکھو! میں نے سورہ فیل کا جواب دے دیا ہے، لیکن مسیلمہ کذاب کے ساتھیوں نے ہی یہ سن کر کہا کہ یہ سورة اگر تم پیش کروگے تو قریش تم پر ہنسیں گے، کیونکہ سورۃ الفیل ایک بہت ہی بہترین قصے کی طرف اشارہ ہے، جس میں انسانوں کے

لئے ایک پیغام ہے، تمہاری اس سورۃ میں سوائے مذاق اور ہنسی کے کچھ بھی نہیں ہے۔ ایک اور انسان نے بھی یہی حماقت کی تھی، اس نے کہا کہ میں بھی قرآن کے چیلینج کا جواب دیتا ہوں، اس نے مینڈک سے متعلق ایک سورۃ لکھی جو اس طرح ہے : " الضفدع ماالضفدع- وما ادراک ما الضفدع۔۔۔!" " مینڈک رے مینڈک! تجھے کیا معلوم کہ مینڈک کیا ہے؟"۔ یہ سنتے ہی لوگوں نے فوراً کہا کہ اسے فورًا رد کردو۔۔!۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ کے لوگوں نے بھی ایسی کوشش کی تھی اور آج عرب کے بعض کافر لوگ بھی یہی کوشش کر رہے ہیں، ہم کہتے ہیں کہ اے معترضینِ اسلام! جس وقت تمہارے باپ موجود تھے جو عربی زبان کے ماہر بھی تھے اس وقت وہ بھی ہمت نہیں کرپائے اور آج آپ ٹوٹی پھوٹی عربی میں قرآن مجید جیسا کلام پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہو؟ جب تمہارے باپ دادا نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں موجود تھے تو وہ لوگ جواب نہیں دے سکے جو اپنی عربی زبان میں لاجواب تھے جن کے شعری مجموعے کعبۃ اللہ پر لٹکائے جاتے تھے، ان معلقات کے لکھنے والوں میں سے ایک نے تو کلمہ بھی پڑھ لیا تھا، چند لوگوں نے اس اسلام قبول کرنے والے معلقات کے شاعر لبید بن ربیعۃ سے یہ سوال کیا کہ کیا تم نے بھی اسلام قبول کرلیا ہے۔۔؟" اس شاعر نے کہا کہ میرا کلام کعبہ پر لٹکایا جاتا ہے لیکن میں قرآن پڑھنے کے بعد یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی اور کلام اس عزو شرف کے ساتھ نہ لٹکایا جائے، قرآن مجید کے بعد اب میری شاعری پھیکی اور کمزور نظر آتی ہے۔ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین اس اسلام قبول کرنے والے معلقات کے شاعر لبید بن ربیعۃ سے کہا کہ اسلام قبول کرنے کے بعد اب

آپ کوئی شعر پیش کیجئے "انہوں نے کہا:

أبدلني الله هذه في الإسلام مكان الشعر

"کیا قرآن مجید کے بعد بھی کوئی شعر کہا جاسکتا ہے؟"

(الكتاب: مصادر الشعر الجاهلي المؤلف: ناصر الدين الأسد)

شعر و شاعری سے اب میری دلچسپی بھی اٹھ گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ نکلا کہ یہ ایک انسان کا کلام نہیں ہے بلکہ یہ "کلام اللہ" ہے، سو فیصد اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا کلام ہے، کبھی کسی انسان کا کلام اس کے مقابل پیش نہیں کیا جاسکتا۔

آپ اس طرح معترضین اسلام کے سامنے قرآن مجید سے متعلق اعتراضات کے جوابات دیتے ہوئے عربی گرامر سمجھا سکتے ہیں یا سورہ ابی الھب کی جو میں نے مثال دی ہے اس مثال کے ذریعہ بھی سمجھا سکتے ہیں یا اگر سامنے والا سائنس کا جاننے والا ہے تو اسے سائنس کے حوالوں سے بیان کرتے ہوئے جواب دے سکتے ہیں۔

ساتویں دلیل: قرآن مجید میں کہیں کوئی اختلاف نہیں ہے:

کیا قرآن مجید اللہ تعالی کی جانب سے ہی نازل کیا ہوا ہے یا اسے کسی انسان نے خود سے لکھ لیا ہے؟ اس اعتراض کا خود قرآن نے ایک جواب یہ بھی دیا ہے، سورہ نساء سورہ نمبر 4 کی آیت نمبر 82 میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

" أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا "

"کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی

طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے"۔

قرآن مجید میں کہیں پر بھی ایک آیت دیگر دوسری آیات کے خلاف Contradiction نہیں ہے، اب اگر کسی کو قرآن کی آیات میں اختلاف نظر آرہا ہے تو دراصل اس کی سوچ میں اختلاف ہے قرآن مجید میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ علامہ شیخ شنقیطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ضخیم کتاب لکھی ہے، اس کتاب میں مؤلف نے ان آیات کو جن میں بظاہر کوئی اختلاف نظر آرہا ہے ایک جگہ جمع کر کے ان میں تطبیق کی وضاحت کی ہے کہ ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ سمجھنے کا انداز الگ الگ ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک مشہور بات ہے جسے اکثر لوگ ذکر کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایک جگہ پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے انسان کو نطفہ سے بنایا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا " سورة الانسان ، ٢ "

بیشک ہم نے انسان کو ملے جلے نطفہ سے امتحان کے لیے پیدا کیا اور اس کو سنتا دیکھتا بنایا"۔

دوسری طرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کہا کہ ہم نے انسان کو مٹی سے بنایا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن تُرَابٍ " سورة الحج ، ٥ "

لوگو! اگر تمھیں مرنے کے بعد جی اٹھنے میں شک ہے تو سوچو ہم نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا"۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن میں ایک جگہ کہا کہ انسان کو اللہ تعالی نے گوندھی ہوئی مٹی سے بنایا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ " سورة المؤمنون ، ١٢ "

یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا"۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے دوسری جگہ کہا کہ ہم نے انسان کو " حمأ مسنون " سے بنایا ہے یعنی وہ کیچڑ جس سے بو آتی ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" وَلَقَدْ خَلَقْنَا الإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ" سورة الحجر ، ٢٦ "

یقیناً ہم نے انسان کو کالی اور سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے پیدا فرمایا ہے"۔

ایک اور جگہ پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کہا کہ ہم نے انسان کو "صلصال " کی مٹی یعنی کھنکتی ہوئی ٹھیکرے والی مٹی سے بنایا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" خَلَقَ الْإِنسَانَ مِن صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿١٤﴾ " سورة الرحمن ، ١٤

"اس نے انسان کو بجنے والی مٹی سے پیدا کیا جو ٹھیکری کی طرح تھی"۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ مزید ایک جگہ کہا کہ ہم نے انسان کو لیس دار مٹی سے بنایا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقاً أَم مَّنْ خَلَقْنَا إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّن طِينٍ لَّازِبٍ " سورة الصافات ، ١١

" ان کافروں سے پوچھو تو کہ آیا ان کا پیدا کرنا زیادہ دشوار ہے یا (ان کا) جنہیں ہم نے (ان کے علاوہ) پیدا کیا؟ ہم نے (انسانوں) کو لیس دار مٹی سے پیدا کیا ہے"۔

اس طرح ایک ہی انسانی تخلیق کا ذریعہ کہیں مٹی کہا گیا کہیں نطفہ کہا گیا کہیں چکنی مٹی کہا گیا کہیں "طین لازب" کہا گیا تو کہیں کچھ اور کہا گیا ہے، اس طرح قرآن مجید میں بظاہر لگتا ہے کہ اختلاف واقع ہو گیا ہے، یہ کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ مختلف مراحل کو الگ الگ جگہ انفرادی طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر جب بہت سارے مہمان آجاتے ہیں تو میں انہیں بہترین چائے بنا کر پلاتا ہوں، پھر ایک مہمان مجھ سے پوچھتا ہے کہ چائے بڑی اچھی ہے کس ہوٹل سے لائے ہو؟ میں کہتا ہوں کہ یہ کسی ہوٹل کی چائے یا کسی ڈبّے کی چائے نہیں ہے بلکہ آپ کے لئے میں نے بھینس کے دودھ کی خالص چائے پیش کی ہے، خالص دودھ سے میں نے بنایا ہے، پھر اگر کوئی دوسری بار پوچھتا ہے تو اس وقت میں میری ذہنیت اور سامنے والے کی ذہنیت کے حساب سے جواب دیتے ہوئے کہتا ہوں کہ میں نے اسے فلاں برانڈ کی پتّی سے بنایا ہے، کبھی میں یہ جواب دیتا ہوں کہ میں نے اس چائے کو ملک میڈ سے بنایا ہے، کبھی میں یہ جواب دیتا ہوں کہ اس چائے کو میں نے منرل واٹر Mineral Water سے بنایا ہے، اس طرح چائے ایک ہی طریقہ سے بنائی گئی ہے لیکن اس طریقہ کو بیان کرنے کے انداز الگ الگ ہیں، بیان کرنے کا انداز سامنے والی کی ذہنیت کے مطابق ہوتا ہے۔ اسی طریقہ سے شعراء ایک ہی چاند کو الگ الگ انداز سے پیش کرتے ہیں، اسے اختلافِ تنوع کہا جاتا ہے، یعنی آپس میں کوئی تضاد نہیں ہوتا ہے بلکہ خوبیاں اور صفات بتلانے کے طریقے الگ الگ ہوتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پہلے

انسان کو یعنی آدم علیہ السلام کو جس طریقے سے بنایا ہے اس طریقے میں مٹّی کے تمام مراحل طئے کر کے بنایا ہے، اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کے ذریعہ جو نسل چلی وہ نطفہ کے مرحلہ سے چلتے آرہی ہے، اب آدم علیہ السلام کو جس مٹی سے بنایا گیا ہے اس کے چند مراحل ہیں، سب سے پہلے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مٹی کو لیا اور اسے قرآن مجید میں "تراب" سے تعبیر کیا گیا ہے، پھر اسے پانی یا کسی اور چیز سے گوندھا گیا تو اس گوندھی ہوئی مٹی کو "طین" کہا گیا ہے، اور اس کے بعد اس میں جو خمیر اور چکنا پن ہوتا تو اسے کسی اور لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے، پھر یہی مٹی جب سوکھ گئی تو اسے لفظ "صلصال" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس طرح طریقہ ایک ہے لیکن پیش کرنے کا الگ الگ انداز ہے، جیسے کوئی کہتا ہے کہ میں نے دودھ سے چائے بنائی ہے تو اس کا معنی بھی یہی نکلتا ہے کہ چائے بنائی گئی ہے، اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ میں نے فلاں پتّی سے چائے بنائی ہے تو اس کا معنی بھی یہی نکلتا ہے کہ چائے بنائی گئی ہے، اگر کوئی کہتا ہے کہ میں نے چائے اس پانی کے ذریعہ بنایا ہے تو اس کا معنی بھی یہی نکلتا ہے کہ چائے بنائی گئی ہے لیکن آخر کار چائے ہی بنی ہے اور لوگوں نے اسے پیا ہے۔ یہ جوابات سنتے وقت کوئی پریشان نہیں ہوتا ہے کہ یہ مختلف چیزوں سے پتا نہیں کیا کیا بنایا گیا ہے؟۔ بہر حال اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کہا کہ قرآن مجید میں کوئی اختلاف نہیں ہے، حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ان کفار کا یا کرسچنس christians کا سوال یہ تھا کہ تم یہ کیسے ثابت کروگے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ موجود ہے؟ اور اس اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی نے اس قرآن مجید کو پیش کیا ہے؟ میں نے جو جوابات بتلائے ہیں ان میں سے کوئی ایک جواب آپ سامنے والے کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے بتلا سکتے ہیں۔

کیا محمد ﷺ کو قرآن مجید شیطان نے سکھلایا ہے ؟:

تیسرا اعتراض یا تیسرا سوال یہ ہے کہ قرآن مجید شیطان نے خود سے گھڑ کر پہلے نبی اکرم ﷺ کو بتلایا ہے پھر نبی اکرم ﷺ نے قرآن مجید میں ایسی ایسی باتیں بتلائی ہیں، یعنی یہ کلام کسی انسان کا نہیں ہے بلکہ ایک شیطانی کلام ہے، نعوذ باللہ!۔ آپ اس اعتراض کے جواب میں یہ کہئے کہ آپ کے کہنے کے مطابق تضاد ہے جو خود قرآن گھڑ کر پیش کرتا ہے اور قرآن پڑھنے سے پہلے خود اپنی ذات یعنی شیطان سے ہی پناہ طلب کرنے کا حکم دے رہا ہے، حالانکہ یہ قرآن مجید اللہ تعالی کا کلام ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

" فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ "

سورة النحل ، ٩٨

" قرآن پڑھنے کے وقت راندے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرو"۔

یعنی قرآن پڑھنے سے پہلے "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" پڑھ لینا چاہئے۔ ان مخالفینِ اسلام کے کہنے کے مطابق اگر یہ قرآن شیطان کی طرف سے تیار کیا گیا ہے تو کیا شیطان خود یہ کہے گا کہ خود میری پناہ مانگ کر اور مجھے دور کرنے کے بعد یہ کلام پڑھو؟۔۔۔! ہم کہیں گے کہ اگر اعتراض بھی کرو تو اس اعتراض میں تھوڑا دم ہونا چاہئے۔ اس قسم کے بیکار اعتراضات سے سوائے ہنسی مذاق اور وقت کے ضیاع کے اور کچھ بھی حاصل ہونے والا نہیں ہے۔ اور یہ بات بھی ہر مذہب کے ماننے والے جانتے ہیں

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

کہ شیطان کا کام برائی پھیلانا ہے اور اچھائی ختم کرنا ہے، اگر قرآن مجید شیطان کا کلام ہوتا تو اس قرآن مجید میں ہر طرح کی برائی ختم کرنے کے مختلف اور مفید نسخے کیوں بتلائے گئے ہیں؟۔۔۔!۔

کیا محمد ﷺ نے ذاتی اغراض و مفادات کی خاطر نبوت کا دعوی کیا اور قرآن پیش کیا؟:

چوتھا اعتراض یا سوال یہ ہے کہ اس قرآن مجید کو محمد ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے لکھ لیا ہے اور لکھ کر اسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا ہے، اس کام کے ذریعہ نبی اکرم ﷺ نے نعوذ باللہ! بادشاہت دولت اور عہدہ پایا ہے۔ یہ اعتراض تو آج کل بہت سارے مستشرقین Orientalists کر رہے ہیں اور حد تو یہ ہے کہ ان کی لکھی ہوئی تاریخ History کے نصاب Syllabus میں بھی یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ محمد ﷺ مدینہ کی طرف اس لئے ہجرت کئے تھے تاکہ مال و دولت کمائیں اور اپنی زندگی سُدھار سکیں۔ اس اعتراض میں دو الزامات ہیں، سب سے پہلا الزام یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ قرآن خود سے لکھ لیا ہے اور کہا ہے کہ یہ کلام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ہے، مطلب یہ نکلا کہ محمد ﷺ نے نعوذ باللہ! جھوٹ کہا ہے، اور دوسرا الزام یہ ہے کہ اس سے محمد ﷺ نے دنیا کمائی ہے۔ پہلے الزام کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ یہ تو تمہارے ہی ذرائع Sources کے مطابق غلط ہے، انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا Encyclopedia Of Britannica کے مطابق نبی اکرم ﷺ کو لکھنا اور پڑھنا نہیں آتا تھا، اگر نبی اکرم ﷺ کو لکھنا اور دیکھ کر پڑھنا نہیں آتا تھا تو نبی اکرم ﷺ اس عظیم کلام کو خود سے کیسے لکھ سکتے ہیں؟ اور نبی اکرم ﷺ کی ذات پر کفارِ مکہ کی جانب سے ہر طرح کا اعتراض

کیا گیا کہ آپ مجنون ہیں آپ دیوانے ہیں اور آپ کاہن ہیں وغیرہ۔۔۔! لیکن نبی اکرم ﷺ کے جھوٹا ہونے کی تہمت کبھی نہیں لگائی گئی، اب ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ کے لوگ نبی اکرم ﷺ کو زیادہ جانتے ہیں یا آج کے زمانہ کے لوگ؟ جواب تو یہی ہو گا کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ کے لوگ آپ ﷺ کو بہتر جانتے تھے، ان لوگوں نے یہ تہمت نہیں لگائی کہ نبی اکرم ﷺ جھوٹے ہیں، اس کے برعکس نبی اکرم ﷺ کو تکلیف دینے والے اور نبی اکرم ﷺ کی دعوت کا انکار کرنے والے خود اپنی امانتیں نبی اکرم ﷺ کے پاس لاکر رکھا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق اور امین کہتے تھے، لیکن تم کہہ رہے ہو کہ نبی اکرم ﷺ نے جھوٹ کہہ دیا ہے، نعوذ باللہ! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھوٹے ہونے کا دعویٰ تو کفارِ قریش نے بھی نبی اکرم ﷺ کی مکمل زندگی میں ایک مرتبہ بھی نہیں کیا۔ اس سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ پہلا اعتراض خارج از بحث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے اپنی طرف سے لکھ لیا ہے۔ اس اعتراض میں دوسرا الزام یہ تھا کہ اس قرآن کے ذریعہ نبی اکرم ﷺ نے دنیا اور عہدہ کمایا ہے، یہ بھی ایک بے بنیاد اعتراض ہے، نبی اکرم ﷺ نبوت سے پہلے زیادہ مالدار تھے یا نبوت کے بعد زیادہ مالدار تھے؟ اس کا جواب ہر ایک کو معلوم ہے کہ نبی اکرم ﷺ نبوت سے پہلے زیادہ مالدار تھے، مکہ میں ایک مالدار خاتون تھیں جن کا نام خدیجہ رضی اللہ عنہا تھا، نبی اکرم ﷺ کی شادی ان سے ہو چکی تھی، اس وقت نبی اکرم ﷺ کی عمر 25 سال کی تھی اور نبی اکرم ﷺ کو نبوت چالیس سال کے بعد ملی، نبوت سے پہلے آپ ﷺ اچھے ایماندار تاجر اور ہمیشہ فائدہ کی تجارت کرنے والے ایک کامیاب تاجر تھے، یہ بات سمجھ سے باہر ہے کہ ایک مالدار انسان اپنی کامیاب تجارت

چھوڑ کر نبی ہونے کا دعویٰ اس نیت سے کرے کہ مال زیادہ جمع کر سکے۔ تیسری بات اس دوسرے اعتراض میں یہ تھی کہ نبی اکرم ﷺ نے اس قرآن کو اس لئے پیش کیا تا کہ اس کے ذریعہ حکومت حاصل کریں۔ اس کے جواب کے لئے چند آیات کافی ہیں، سورہ فصلیت سورہ نمبر 41 کی آیت نمبر 1 سے 24 میں بہترین باتیں بتلائی گئی ہیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنتُم بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ (٢٣) فَإِن يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۖ وَإِن يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُم مِّنَ الْمُعْتَبِينَ " سورة فصلت

" تمہاری اسی بدگمانی نے جو تم نے اپنے رب سے کر رکھی تھی تمہیں ہلاک کر دیا اور بالآخر تم زیاں کاروں میں ہوگئے، اب اگر یہ صبر کریں تو بھی ان کا ٹھکانا جہنم ہی ہے۔ اور اگر یہ (عذر اور) معافی کے خواستگار ہوں تو بھی (معذور اور) معاف نہیں رکھے جائیں گے "۔

ان آیات کا پسِ منظر یہ ہے کہ کفارِ قریش کے تمام سرداروں نے مِل کر یہ کہا کہ اے نبی اکرم ﷺ! اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو ساری حکومت دے دیتے ہیں لیکن یہ کام آپ چھوڑ دیجئے! نبی اکرم ﷺ نے اس کے جواب میں کہا تھا کہ مجھے کوئی حکومت نہیں چاہئے بلکہ تمہارا ایمان چاہئے، مجھے تمہاری آخرت اور جنت کی فکر ہے۔ اگر نبی اکرم ﷺ حکومت کے لئے یہ سب کرتے تو قرآن مجید کا مشن چھوڑ کر یہ حکومت کی پیشکش قبول کر لیتے تھے۔

چند عام اعتراضات اور سوالات:

اب ہم عام Common سوالات کی طرف آتے ہیں، یہ ایسے سوالات ہیں جو یہ لوگ چلتے پھرتے بس اسٹانڈ اور ریلوے اسٹیشن وغیرہ پر لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے کرتے ہیں، بلکہ انہیں باقاعدہ تنخواہ بھی اسی کام کی ملتی ہے، ان سوالوں میں سے چند سوالات اور ان کے جوابات میں دینے کی کوشش کرتا ہوں۔

قرآن مجید میں یہ بیان موجود ہے کہ تورات اور انجیل پر عمل کرو پھر مسلمان کیوں قرآن پر عمل کرتے ہیں؟

1۔سب سے پہلا سوال یہ ہوتا ہے کہ تمہارے ہی قرآن مجید میں لکھا ہوا ہے کہ تورات فالو کرو! اور انجیل فالو کرو۔۔۔!، دیکھو فلاں سورت میں اور فلاں آیت میں اس طرح کا حکم ہے، وہ لوگ قرآن سے حوالہ دے کر بیان کرتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ ہم عیسائی ہیں اور ہم انجیل کو مانتے ہیں لیکن تم لوگ کیوں ہمارا احترام نہیں کرتے، آؤ تم بھی مباحثہ میں آؤ، ہمارے پاس بھی بیٹھو، ہم سب ایک ہی ہیں۔ آپ ان سے یہ کہنا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ہمیں انجیل یا تورات ماننے کا حکم دیا ہے بائبل ماننے کا حکم نہیں دیا ہے، آپ کے ہاتھ میں بائبل ہے، اور اس بائبل میں الگ الگ کتابیں ہیں جو ہمارے قرآن مجید کی ذکر کی ہوئی کتابوں سے بالکل الگ ہیں، جیسے تمہارے پاس Gospel of Mitta, یا Gospel of Mark، یا Gospel of Matthew سب کچھ موجود ہے لیکن تمہارے پاس Gospel of Jesus کہاں ہے؟ سب Gospel آپ کے پاس ہیں لیکن عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل تمہارے پاس نہیں ہے، ہم اس انجیل کو مانتے ہیں جو حضرت عیسی علیہ

السلام پر نازل ہوئی، ہم اس تورات کو مانتے ہیں جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے موسی علیہ السلام پر نازل کیا ہے، ہم اس زبور کو مانتے ہیں جسے داود علیہ السلام پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نازل کی ہے، ہم وہ صحیفہ ابراھیم علیہ السلام کو ہم مانتے ہیں جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نازل کیا۔ لہذا آپ ان سے کہئے کہ آپ کو انجیل اور تورات کے نام پر بات گھمانے کی ضرورت نہیں ہے، اور قرآن مجید میں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورہ مائدہ سورہ نمبر 5 کی آیت نمبر 13 فرمایا ہے:

" فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً ۖ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ ۙ وَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَىٰ خَائِنَةٍ مِّنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ (١٣)"

"پھر ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان پر اپنی لعنت نازل فرمادی اور ان کے دل سخت کر دیئے کہ وہ کلام کو اس کی جگہ سے بدل ڈالتے ہیں اور جو کچھ نصیحت انہیں کی گئی تھی اس کا بہت بڑا حصہ بھلا بیٹھے، ان کی ایک نہ ایک خیانت پر تجھے اطلاع ملتی ہی رہے گی ہاں تھوڑے سے ایسے نہیں بھی ہیں پس تو انہیں معاف کرتا جا اور درگزر کرتا رہ، بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے"۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ مزید سورہ بقرہ سورہ نمبر 2 کی آیت نمبر 79 میں ارشاد فرمایا:

" فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ

أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ "

" ان لوگوں کے لئے "ویل" ہے جو اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی کتاب کو اللہ تعالیٰ کی طرف کی کہتے ہیں اور اس طرح دنیا کماتے ہیں، ان کے ہاتھوں کی لکھائی کو اور ان کی کمائی کو ویل (ہلاکت) اور افسوس ہے"۔

آپ ان کے سامنے یہ آیت پڑھ کر کہیں کہ انجیل اور تورات سے ہمیں دھوکہ دینے کی کوشش مت کرو، بلکہ قرآن مجید سے ہمیں پتا چلاہے کہ یہی وہ کتابیں ہیں جن کو تم نے گھڑ لیا ہے اور جن کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔ پھر وہ لوگ ایک اور بات کہتے ہیں کہ تمہارے قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر 25 مرتبہ ہے، اور اس کے بالمقابل محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا ذکر 4 یا 5 مرتبہ ہی ہوا ہے، اب قرآن مجید میں جس کا ذکر زیادہ مرتبہ آیا ہے وہ زیادہ عزت والا ہے یا وہ جس کا ذکر کم مرتبہ آیا ہے وہ زیادہ عزت والا ہے؟ کم علم مسلمان اس سوال سے حیران و پریشان ہو جاتا ہے، آپ ایسے لوگوں کو پلٹ کر جواب دینا کہ قرآن مجید میں موسیٰ علیہ السلام کا ذکر 132 مرتبہ آیا ہے، کیا تم عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کو بڑا ماننے کے لئے تیار ہو؟ پھر جواب دیں کہ شیطان کا ذکر بھی بہت مرتبہ آیا ہوا ہے، جب سوال سخت ہے تو جواب بھی بہت سخت ہونا چاہئے، تاکہ سامنے والا پھر دوبارہ ہمت نہ کرے کہ وہ کسی مسلمان کو دھوکہ دے سکے۔ جب کبھی آپ ایسے لوگوں سے گفتگو کریں گے تو اس اصول کو سامنے رکھیں کہ لوگوں کا دل کیسے جیت لیں؟ how to win the people کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے "ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ" کہہ کر آیت کو ختم نہیں کیا بلکہ آگے اور بہت اچھی باتیں بتلائی ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ " سورة النحل ، ١٢٥

" اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے، یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بھٹکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے بھی پورا واقف ہے "۔

حکمت کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے لحاظ سے اور حالات کو جانتے ہوئے اور اس کی نزاکت کو سامنے رکھتے ہوئے بات کرنی چاہیئے، اسے عربی زبان میں اس طرح تعبیر کرتے ہیں:

"وضع الشي في محله"

" جس چیز کی جو جگہ ہے اس کو وہیں رکھنا چاہیئے "۔

اگر کوئی عام بھولا بھالا انسان ہے تو اس سے اس کے حساب کی بات کی جائے گی اور پیار محبت سے سمجھانا چاہیئے، اور اگر کوئی تیڑھے مزاج کا انسان ہو تو اس کو اسی طرح ڈیبیٹنگ Debating سے سمجھانا چاہیئے لیکن ہمیشہ اسی اصول :" وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ " کو ملحوظ رکھنا بے حد ضروری ہے، کبھی بھی بد اخلاقی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیئے ورنہ وہ انسان اور زہریلا بن سکتا ہے۔

❖ عیسی علیہ السلام ابھی بھی زندہ ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو چکا ہے، تو پھر دونوں میں افضل کون ؟۔

ان کے سوالوں میں سے ایک سوال یہ بھی ہے کہ سورہ آل عمران سورہ نمبر 3 کی آیت نمبر 55 اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۖ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ "

"جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ! میں تجھے پورا لینے والا ہوں اور تجھے اپنی جانب اٹھانے والا ہوں اور تجھے کافروں سے پاک کرنے والا ہوں اور تیرے تابعداروں کو کافروں کے اوپر غالب کرنے والا ہوں قیامت کے دن تک، پھر تم سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے میں ہی تمہارے آپس کے تمام تر اختلافات کا فیصلہ کروں گا"۔

اس آیت کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور محمد ﷺ کا انتقال ہو گیا ہے، اب کون افضل ہوئے جو مر گیا وہ یا وہ جو زندہ ہے؟ آپ ایسے لوگوں کو بات سمجھانے کیلئے ذرا تیڑھا جواب دیں کہ ابلیس بھی تو زندہ ہے، سورہ اعراف سورہ نمبر 7 کی آیت نمبر 13 اور 14 اور 15 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

" قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَن تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ

إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ (١٣) قَالَ أَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ (١٤)
قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ "

"حق تعالیٰ نے فرمایا آسمان سے اتر تجھ کو کوئی حق حاصل نہیں کہ تو آسمان میں رہ کر تکبر کرے سو نکل بے شک تو ذلیلوں میں سے ہے"۔

یہ باتیں کرنے سے ہمارا مقصد انہیں ذلیل کرنا نہیں ہے بلکہ انہیں سمجھانا ہے تاکہ وہ خود سوچ میں پڑ جائیں کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے؟ اس آیت سے ایک اور بہترین بات معلوم ہوتی ہے کہ ابلیس نے ڈائرکٹ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا مانگی ہے، اے اللہ سبحانہ و تعالیٰ! مجھے تو قیامت تک مہلت دے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس کی دعا قبول بھی کی۔ آج ہمارے بہت سارے مسلمان بھائی فلاں بابا فلاں پیر اور مرشد کو پکارتے ہوئے دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں، ان لوگوں سے تو ابلیس بہتر ہے کیونکہ ابلیس نے کبھی شرک نہیں کیا لیکن ہمارے مسلمان بھائی بڑی آسانی کے ساتھ اور نادانی میں بڑے بڑے قسم کے شرک میں مبتلا ہیں، جب ان سے سوال کیا جاتا ہے کہ بھائی! آپ ادھر ادھر جا کر کیوں مانگ رہے ہو؟ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے کیوں نہیں مانگ لیتے تو وہ جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم اتنے زیادہ گنہگار ہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوتی، ہم سوال کرتے ہیں کہ کیا آپ نے ابلیس سے بھی زیادہ بڑا گناہ کر لیا ہے؟ کیونکہ ابلیس کے اتنا بڑا گنہگار ہونے کے بعد بھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ابلیس کی دعا قبول کی ہے اور اسے قیامت تک زندہ رکھا ہے جب کہ آدم علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہے۔ ہم کہیں گے کہ یہ کوئی بنیاد نہیں ہے کہ جو زیادہ زندہ ہے وہ افضل ہے، اگر ایسا ہوتا تو سب سے زیادہ افضل ابلیس ہے۔

❖ عیسی علیہ السلام کی پیدائش ایک معجزہ ہے جب کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش نہیں، تو پھر دونوں میں افضل کون؟

اگلا سوال وہ یہ داغتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ایک بہت بڑا معجزہ ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں، جب کہ تمہارے نبی اکرم ﷺ کی ماں بھی اور باپ بھی ہے، اب بتلاؤ کون زیادہ افضل ہے؟ ہم کہیں کہ اگر ایسی بات ہے تو آدم علیہ السلام عیسی علیہ السلام سے زیادہ افضل ہیں کیونکہ عیسی علیہ السلام کی تو کم از کم ماں تھی لیکن آدم علیہ السلام کی نہ ماں تھی اور نہ باپ اور اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

" إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ "

اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال ہو بہو آدم (علیہ السلام) کی مثال ہے جسے مٹی سے بنا کر کے کہہ دیا کہ ہو جا! پس وہ ہو گیا!"۔

اس معنی میں آدم علیہ السلام کی فضیلت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ایک ذریعہ ان کی ماں تھی لیکن آدم علیہ السلام کی پھنسلی کی ہڈی سے حوا علیھا السلام جو ایک عورت ہیں انہیں بھی پیدا کیا جا رہا ہے، یہ تو اور زیادہ معجزے والی بات ہوئی کہ ایک عورت مرد سے پیدا ہو رہی ہے۔

❖ عیسی علیہ السلام کے معجزے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے بڑے ہیں، تو پھر دونوں میں افضل کون ہیں؟

پھر یہ لوگ اگلا سوال فوراً یہ داغتے ہوئے کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے تمہارے نبی اکرم ﷺ سے بڑے تھے، کیونکہ عیسی علیہ السلام مردوں کو زندہ کر دیتے تھے، ہم کہیں گے کہ وہ تو ایک نبی تھے اور وہ بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے کیا کرتے تھے، اپنے حکم سے یا اپنی طرف سے نہیں کرتے تھے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کہا:

" وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَتَنفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي ۖ وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي ۖ وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِي ۖ"

"اور جب کہ تم میرے حکم سے گارے سے ایک شکل بناتے تھے جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے پھر تم اس کے اندر پھونک مار دیتے تھے جس سے وہ پرندبن جاتا تھا میرے حکم سے اور تم اچھا کر دیتے ت ` ھے مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے اور جب کہ تم مردوں کو نکال کر کھڑا کر لیتے تھے میرے حکم سے"۔

حضرت عیسی علیہ السلام ایک روح نکلے ہوئے جسم میں دوبارہ روح ڈالتے تھے، کیا یہ بڑا معجزہ ہے یا پھر موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ بڑا معجزہ ہے کہ بے جان چیز لاٹھی ایک اژدھے کی شکل اختیار کر لیتی ہے، اس لاٹھی میں کبھی روح ہی نہیں تھی لیکن وہ ایک بڑے جانور کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور زندہ بھی ہو جاتی ہے، اور ہمارے نبی اکرم ﷺ

کا بڑا معجزہ یہ بھی ہے کہ جس لکڑی پر نبی اکرم ﷺ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے لیکن جب منبر بنایا گیا تو وہ لکڑی چھوٹے بچے کی طرح بلک بلک کر رو رہی تھی، ایک بے جان لکڑی میں اتنی بڑی قوت آجائے یہ تو بڑا معجزہ ہو گیا۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے: الراوي: جابر بن عبد الله | المحدث: البخاري | المصدر: صحيح البخاري, الصفحة أو الرقم: 918)

لیکن یہ مخالفینِ اسلام پھر کہتے ہیں کہ ہمارے پاس اتنا بڑا سوال ہے کہ اس کا جواب تم دے ہی نہیں سکتے ہو، وہ لوگ کہتے ہیں کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ کیا عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں موجود ہیں؟ مسلمان کہتا ہے کہ ہاں ہیں، پھر وہ سوال کرتا ہے کہ کیا وہ زندہ ہیں؟ تو مسلمان کہتا ہے کہ ہاں! وہ زندہ ہیں، اور وہ پوچھتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کیا قبر میں ہیں اور کیا زمین کے نیچے ہیں؟ جواب ہے "ہاں"، تو پھر اب بتلاؤ کہ اوپر والا افضل ہے یا نیچے والا افضل ہے؟ یہی سوال علامہ شیخ ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ایک تراوز لایا جائے، لوگوں نے تراوز رکھ دیا اور پھر آپ رحمہ اللہ نے کہا کہ ایک پلڑے میں دس تھیلے چاول رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے کو خالی چھوڑ دیا جائے، لہذا وزنی پلڑا بھاری ہو کر نیچے ہو گیا، اور دوسرا خالی تھا وہ اوپر ہو گیا، آپ رحمہ اللہ نے سامنے والے سے کہا کہ جو نیچے والا ہے میں وہ لے لوں گا اور آپ اوپر والے کو رکھ لو، لہذا ہر اوپر والی چیز افضل ہونا ضروری نہیں ہے، آپ اس طرح ان لوگوں کو سمجھا سکتے ہیں، اس طریقہ سے آپ کو سمجھانے میں بھی آسانی ہو سکتی ہے اور دعوتی میدان میں ہمت بھی آتی ہے۔

مذکورہ جوابات کا مقصد کئے گئے اعتراضات کے جواب دینا ہے اور ان کو یہ

بتانا ہیکہ جن باتوں کو بنیاد بنا کر وہ اعتراض کرتے ہیں وہ غلط اور بے بنیاد ہے اور ہر گز حضرت عیسی علیہ السلام کی تنقیص نہیں ہے بلکہ ہمارا ایمان ہیکہ حضرت عیسی علیہ السلام اللہ کے نبی اور اولو العزم پیغمبروں میں سے ایک ہیں۔

چند علمی سوالات وتنازعات اور حقائق:

یہ تمام چھوٹے چھوٹے سوالات چھوڑ کر وہ بحث میں آگے بڑھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ چلو! ذرا علمی سوالات کرتے ہیں، بہت سارے علمی سوالات وہ لوگ پیپروں اور پمفلٹوں میں چھاپ رہے ہیں، جنہیں پڑھ کر میں خود دنگ رہ گیا، لیکن آپ کو گھبرانے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے ہر ایک اعتراض کا جواب ہوتا ہے کہ لیکن کم علمی کی وجہ سے ہمیں اس کا علم نہیں رہتا ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کھلے طور پر اعلان کر دیا ہے:

" وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا "

سورۃ الاسراء ، ۸۱ "

اور اعلان کر دے کہ حق آچکا اور ناحق نابود ہو گیا۔ یقیناً باطل تھا بھی نابود ہونے والا"۔

بائبل پر انسانوں نے نظرِ ثانی کی ہے:

آپ یہ جان کر بڑا تعجب کریں گے کہ بائبل کی شروعات 1611 میں ایک بائبل سے ہوئی تھی، جسے کنگ جے ورژن King J version کہا جاتا ہے، اور یہی بائبل تمام کرسچنس کی بنیاد ہے، اس 1611 میں اس پر نظر ثانی کی گئی ہے، یہ ایک ایسا بائبل ہے جس پر

انسانوں نے نظرِ ثانی کی ہے، نعوذ باللہ! اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کلام پر بندہ نظرِ ثانی کر رہا ہے، جیسا کہ آپ نے سنا ہو گا کہ ایک عالم صاحب نے ایک اچھی کتاب لکھی ہے تو اس پر نظرِ ثانی کوئی ان سے بڑا عالم کرتا ہے، اور اس میں موجود غلطیاں نکال دیتا ہے، یہاں پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ لکھنے والا ایک انسان ہے تو انسان سے غلطی ہونے کے امکانات ہیں لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کلام پر انسانوں نے Revised Standard version کیا ہے، 1952 اور 1921 کے بائبل کا پہلا ہی صفحہ جب آپ کھولیں گے تو یہ لکھا ہوا ہے کہ "ہم مانتے ہیں کہ 1611 کے ورژن کے مطابق اس میں بڑی بڑی غلطیاں ہیں جس کے باوجود ہم اسے مانتے ہیں"، یعنی ان لوگوں نے خود یہ تسلیم کر لیا ہے کہ ہماری بائبل میں بڑی بڑی غلطیاں ہیں، جب کہ قرآن مجید یوں شروع ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" الم ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ " سورة البقرة، ١، ٢"

الم، اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں پرہیز گاروں کو راہ دکھانے والی ہے"۔

اگر آپ دنیا بھر کی تمام مذہبی کتابوں کا جائزہ لیں گے تو معلوم ہو گا کہ ان مذہبی کتابوں کی اصل زبان کونسی ہے؟ نہیں معلوم ہے، کب نازل کی گئ؟ نہیں معلوم ہے، اور اس کتاب کو پہلے کس نے لیا؟ نہیں معلوم ہے۔ لیکن یہاں قرآن مجید سے متعلق صدی بھی کلیئر اور واضح ہے، لینے والا بھی کلیئر اور واضح ہے، یہ قرآن مجید کس قسم کے لوگوں کے درمیان نازل ہوا ہے وہ بھی کلیئر اور واضح ہے، کس پر نازل کیا گیا وہ بھی کلیئر اور واضح ہے، کس زبان میں نازل کیا گیا وہ بھی کلیئر ہے اور یہ کتاب قرآن مجید محفوظ

بھی ہے۔

مصحفِ عثمانی کے موجودہ نسخوں کی مختصر تاریخ:

اب آخر میں اس قرآن مجید کی مختصر تاریخ میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں، کیونکہ دعوتی میدان میں اس کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ اس موضوع پر مستشرقین Orientalists نے بہت کچھ لکھا ہے، اور ایک سروے کے مطابق 60 ہزار کتابیں صرف اسلام کے خلاف لکھی گئی ہیں، پچھلی 150 سال میں 60,000 کتابیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف لکھی گئی ہیں، اس طرح اگر دیکھا جائے تو ہر تین دن میں دو کتابیں اسلام کے خلاف شائع ہو کر منظرِ عام پر آئی ہیں۔ اس متعلق میرے پاس ایک حوالہ موجود ہے، ٹائمز میگزین Times Magazines یہ امریکہ سے نکلتا ہے اور اس ٹائمز میگزین Times Magazines کی تاریخ 16 اپریل 1979 کی ہے، اس وقت ہی یہ بات لکھی جاچکی تھی، اسلام کے خلاف لوگوں میں کتنا زہر بھَرا ہوا ہے لیکن اب تک پتا نہیں کہ کتنی کتابیں اسلام کے خلاف لکھی جاچکی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ حالانکہ معترضینِ اسلام کے ذریعہ ان ہی کتابوں کے تراشے آندھرا میں تلنگانہ حیدرآباد میں مختلف زبانوں میں شائع کر کے تقسیم کئے جارہے ہیں، یہ ساری باتیں بتلانے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں کیا کرنا ہے؟ ہمیں توجہ دینے کی ضرورت ہے، ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ ہم تو اسلام مذہب ماننے والوں میں پیدا ہوئے اور بڑے ہوئے ہیں اور ہمارے بچے بھی ایسے ہی بڑے ہو جائیں گے، ہر گز نہیں! کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے آج کے چھوٹے بچے کل اپنی گردنوں میں صلیبیں لٹکاتے ہوئے ہمارے گھروں میں آجائیں، خدانخواستہ اگر ایسا ہوا تو اس دن ہمارے لئے صرف رونے کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں بچے گا، ہماری

نسل اور ہمارے بچوں کی ہمیں آج ہی سے فکر کرنی چاہئے کیونکہ شاعر کہتا ہے، شعر کچھ ترمیم کے بعد اس طرح ہے۔۔۔۔۔۔۔

دین کی فکر کر ناداں! مصیبت آنے والی ہے
تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

میں نے کہا تھا کہ آپ کے سامنے قرآن مجید کی مختصر تاریخ پیش کروں گا، یہ قرآن مجید اسے مصحفِ عثمانی کہا جاتا ہے جو ہاتھ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لکھا گیا تھا، اور یہ واقعہ نبی اکرم ﷺ کے گذرنے کے 20 سے 30 سال کے درمیان کا ہی ہے، اس زمانہ میں جو قرآن مجید لکھا گیا تھا وہ آج بھی محفوظ ہے، الحمد للہ!۔ آج کا مصحف اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ کا مصحف لے کر موازنہ کرلیجئے! آپ کو ایک آیت اور ایک حرف کا بھی ڈفرنس Difference نہیں ملے گا۔ اس مصحف کی مختصر سی تاریخ ہے، اس زمانہ کے آج بھی تین نسخے پائے جاتے ہیں، حالانکہ عثمان رضی اللہ عنہ نے سات نسخے بنوائے تھے لیکن آج صرف یہ تین نسخے پائے جاتے ہیں، جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ انگریز دنیا بھر میں مسلمانوں کی قیمتی چیزیں اپنے پاس رکھ لیا کرتے تھے، اس میں سے ایک مصحفِ عثمانی برٹش والوں کے پاس ان کے میوزم میں رکھا ہوا ہے، اور ایک دوسرا نسخہ استنبول ترکی میں رکھا ہوا ہے، اس کی مختصر سی تاریخ یہ ہے کہ پہلے یہ نسخہ حجاز میں تھا، جیسا کہ آپ کو معلوم ہے اسلامی تاریخ مکہ اور مدینہ یعنی عرب سے شروع ہوتی ہے، سب سے پہلے نبی اکرم ﷺ کا دور تھا اس کے بعد خلفائے راشدین کا زمانہ تھا، اس کے بعد بنو امیہ کا دور تھا اور اس کے بعد بنو عباسیہ کا دور تھا، نبی اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں مدینہ مسلمانوں کا دار الحکومت Capital تھا، لیکن علی رضی اللہ

عنہ نے آسانی کے لئے کوفہ کو دار الحکومت Capital بنایا، اس کے بعد بنوامیہ کے لوگوں نے دمشق کو اپنا دار الحکومت Capital بنایا، اس کے بعد بنوعباسیہ کے خلفاء نے بغداد کو اپنا دار الحکومت Capital بنایا، اور اس کے بعد عثمانی حکومت آئی تو انہوں نے ترکی میں استنبول کو اپنا دار الحکومت Capital بنایا، انہوں نے کہا کہ یہ دنیا کا سینٹر پوائنٹ ہے اور ہمیں یہاں سے کام کرنے کے لئے آسانی ہو جائے گی، اس وقت ترکی میں خلافت تھی، انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہاتھ سے لکھے جانے والے مصحفِ عثمانی کو حجاز سے نکال کر ترکی میں رکھ دیا، اس وقت ترکی ایک قلعہ کی شکل میں تھا اور پھر اس کے بعد فرسٹ ورلڈ وار Frist World war ہوئی تو جرمنی کے لوگوں نے ترکی پر حملہ کیا اور وہ مصحفِ عثمانی انہوں نے وہاں سے نکال لیا، انہیں معلوم تھا کہ مسلمان تاج زیادہ پسند نہیں کرتے ہیرے جواہرات زیادہ پسند نہیں کرتے لیکن قرآن مجید کو سب سے زیادہ پسند کرتے ہیں اس لئے ان جرمن والوں نے ترکی سے مصحفِ عثمانی کو لیا اور اسے جرمن کے دار الحکومت Capital برلن کے میوزیم میں رکھ دیا، پھر اس کے بعد 1919 میں فرسٹ ورلڈ وار Frist World war ختم ہونے کو تھی کہ 28 جون 1919 میں ایک اور واقعہ پیش آیا جسے ٹریٹی آف ورسل کہا جاتا ہے، اس میں یہ معاہدہ کیا گیا تھا کہ اب ایک دوسرے کے خلاف جنگ نہیں کی جائے گی، اس معاہدہ کی رو سے آرٹیکل نمبر 246 کے تحت یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ جو جو بھی جائدادیں لوٹی ہوئی ہیں سب کی سب واپس کی جائے، اسی آرٹیکل نمبر 246 میں لکھا ہوا ہے کہ جو تم نے ترکی سے مصحفِ عثمانی لیا تھا اسے واپس کر دیا جائے، پھر اس کے بعد اسے واپس کر دیا گیا، تب سے لے کر اب تک الحمد للہ ترکی میں یہ مصحفِ عثمانی محفوظ ہے، اور جو دوسرا نسخہ ہے وہ تاشقند کے

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

میوزیم کا ہے، اس کی مختصر سی تاریخ یہ ہے کہ جس وقت مسلمانوں کی دمشق میں حکومت تھی اس وقت انہوں نے مدینہ سے یہ مصحف دمشق میں رکھ دیا تھا لیکن تیمور لنگ بادشاہ نے جب 1485 میں دمشق پر حملہ کیا تو اس نے کہا کہ یہ مصحفِ عثمانی میرے پاس رہنا چاہئے، انہوں نے اس مصحفِ عثمانی کو سمرقند میں رکھ دیا، پھر روس کے ایک بادشاہ زار نے سمرقند پر حملہ کیا تو اس نے مصحفِ عثمانی سینٹ پیٹر نامی ایک علاقہ تھا جو اس وقت رشیاء کا دار الحکومت Capital تھا وہاں رکھ دیا، ڈاکٹر حمید اللہ صاحب اس بات کے راوی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اکبر علی باشی سے ملاقات کی تو انہوں نے واقعہ سنایا کہ پچاس سال تک وہ مصحفِ عثمانی جسے روس والے سمرقند لے گئے تھے وہیں پر رہا لیکن جب 1917 میں کمیونزم آیا تو کئی لوگ وہاں سے بھاگنے لگے، اکبر علی باشی جو وہاں جرنیل تھے انہوں نے سوچا کہ میں بھاگوں گا لیکن خالی ہاتھ نہیں جاؤں گا بلکہ مصحفِ عثمانی ساتھ لے کر جاؤں گا، لہذا وہاں سے وہ اس مصحفِ عثمانی کو لے کر گئے اور اسے ترکی میں رکھ دیا، پھر وہاں سے نکال کر اسے واپس تاشقند میں رکھ دیا گیا، لیکن آپ کم سے کم یہ کہہ سکتے ہیں کہ آج کے جو تین مصحفِ عثمانی الگ الگ جگہ پر رکھے ہوئے ہیں انہیں اور آج کے قرآن مجید کو موازنہ کرکے دیکھ لیجئے! اس میں آپ کو ایک حرف کی بھی تبدیلی نظر نہیں آئی گی۔

اختتامی کلمات:

بہرحال یہ وہ باتیں تھیں جو قرآن پر اعتراضات کے جوابات کے سلسلے میں آپ کے سامنے رکھی گئیں، میں نے یہ ساری باتیں بڑے ہی مختصر انداز میں بتلائی ہیں، اور بھی بہت سارے سوالات اور ان کے جوابات ہیں اس کے لئے آپ کو مطالعہ کرنا پڑے گا

اور جید علماء سے رابطہ کرنا پڑے گا، جیسا کہ شیخ دکتور سعید صاحب حفظہ اللہ کے لکھے ایک موضوع کا عنوان ہی یہی ہے ہندوستان پر مستشرقین Orientalists کا حملہ۔ بات دراصل یہ ہے کہ جو بھٹکے ہوئے فرقے جیسے منکرینِ حدیث وغیرہ ہیں وہ سب کے سب ان مستشرقین Orientalists کی کتابوں سے ہی بہت کچھ اسلام کے خلاف اعتراضات کرتے ہیں، اور اپنا اپنا کاروبار چلاتے ہیں۔ شیخ نے اصل جڑ پر ہی حملہ کر دیا ہے، لہذا شیخ سے بھی آپ استفادہ کر سکتے ہیں اور اسی طریقہ سے انٹرنیٹ پر بہت سارے ویب سائیٹس ہیں جن سے آپ اس متعلق معلومات حاصل کر سکتے ہیں لیکن اگر علماء سے آپ کی ملاقات رہی تو اس سے بہتر اور کوئی راستہ نہیں ہو سکتا، آپ ان اعتراضات کا بآسانی جواب دے سکتے ہیں۔ اس موضوع کی وضاحت کا مقصد یہ ہے کہ آپ خود پہلے اپنے آپ کو ان فتنوں سے بچائیں اور ساتھ ہی ساتھ دوسروں کو بھی جہنم سے بچانے کی فکر کریں، اس نیت سے اگر آپ علم حاصل کریں گے تو ان شاء اللہ! اللہ سبحانہ و تعالیٰ برکت عطا کرے گا، اور آپ کو علمِ نافع سے نوازے گا۔

میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو قرآن مجید صحیح احادیث کی روشنی میں نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمیعن کے طریقہ کے مطابق سمجھنے اس پر عمل کرنے اور اسے لوگوں تک پہونچانے والا بنائے، آمین!۔

نوٹ: اگر آپ یہ بیان ویڈیو کی شکل میں دیکھنا اور سننا چاہتے ہیں تو برائے مہربانی اس لنک پر کلک کریں:

https://youtu.be/BPgkN3gPcx8

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

www.abmqurannotes.com I www.askislampedia.com I www.askmadani.com

SHAIKH Dr. ARSHAD BASHEER UMARI MADANI

Hafiz, Alim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A.;
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean The ABM School, Hyderabad, TS, INDIA.
+91 92906 21633 (WhatsApp only)